نام کتاب : **تذکرۂ علم اور علماء**

تصنیف : مولانا مفتی محمد ساجد حسنی قادری

موبائل : 9634316786

پروف ریڈنگ : حضرت علامہ مفتی نور محمد حسنی قادری پورنپوری

سن اشاعت : ۱۴۳۲ھ/ ۲۰۱۱ء

قیمت : ۲۰/- (بیس روپئے)

صفحات : ۸۴

تعداد اشاعت : گیارہ سو ۱۱۰۰

باہتمام : حافظ مشکور احمد اشرفی صاحب

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ فیضان مخدوم اشرف، خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں، کچھوچھہ شریف

☆ برکاتی کتاب گھر، میلا روڈ، پورنپور، پیلی بھیت، یوپی

☆ صابری بک اسٹور، پورنپور، پیلی بھیت، یوپی

☆ الاشرف اکیڈمی، دہلی

☆ مؤسسہ مرآۃ الدعوۃ الاسلامیہ، گلڑیا، سکولہ، پیلی بھیت، یوپی

Laser Typesetted at: **Frontech Graphics**

Abdul Tawwab 9818303136

فہرست

۱ تقریظ ۷

۲ شرف انتساب ۹

۳ اسلام میں علم کی فضیلت ۱۰

۴ علم اور علماء کرام ۱۳

۵ بے علم نا تواں خدارا شناخت ۱۱

۶ کیا عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں ۱۱

۷ فضیلت علم ۲۱

۸ علم افضل ہے یا مال؟ ۲۲

۹ قرآن میں علم کی فضیلت ۲۳

۱۰ حسد کی تعریف ۲۵

۱۱ عالم باعمل کو چھ انعامات ۳۴

۱۲ عالم سے شیطان کا ڈرنا ۳۷

۱۳ علم کو یاد رکھنے کا وظیفہ ۳۸

۱۴ علماء کی زیارت کی فضیلت ۳۸

۱۵ عالم کی محفل میں بیٹھنے کا اجر ۳۹

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۶	عالم کی تعریف کا ثواب اور اس کی توہین کی سزا	۳۹
۱۷	طلبہ پر خرچ کرنے اور نماز ادا کرنے کی فضیلت	۴۱
۱۸	تعلیم اسلام کی نظر میں	۴۶
۱۹	علم کی برکتیں	۴۷
۲۰	علماء دین وعلم دین کے بارے میں سوال وجواب	۵۲
۲۱	عید کا چاند نکالنا تو مولویوں کا کام ہے، کہنا کیسا ہے؟	۵۳
۲۲	علماء کے توہین کے حیا سوز انداز	۵۴
۲۳	علماء کی توہین کب کفر ہے اور کب نہیں	۵۴
۲۴	عالم بے عمل کی توہین	۵۵
۲۵	بدمذہب عالم کی توہین	۵۶
۲۶	عالم ہی عالم کی توہین کرے تو کیا حکم ہے؟	۵۷
۲۷	عوام کو علماء سے بدظن کرنا بہت سخت گناہ ہے	۵۸
۲۸	کاش میں درخت ہوتا	۵۸
۲۹	اے کاش مجھے ذبحہ کر دیا جاتا	۵۹
۳۰	جاہل کو عالم سے بہتر جاننا کیسا ہے؟	۶۰
۳۱	مولوی کیا جانتے ہیں؟	۶۰
۳۲	سنّی علماء کے بیان کی تحقیر	۶۱
۳۳	عالم سارے ظالم کہنے کا حکم	۶۱
۳۴	عالم دین کو حقارت سے ملاّ کہنے کا حکم	۶۲
۳۵	مولوی بنوں گے تو بھوکے مرو گے کہنا	۶۲

نمبر	عنوان	صفحہ
۳۶	توہین علماء کے متعلق دس پیرے	۶۲
۳۷	عقوبت علماء سوء	۶۴
۳۸	حضرت ابن مبارک نے اپنے عطیات صرف علما کو دیئے	۶۸
۳۹	حصولِ علم سے مراد	۶۹
۴۰	علم دین سے برتر کوئی کام نہیں	۷۳
۴۱	فضول علم کا حصول کیسا ہے؟	۷۵
۴۲	نعت پاک	۷۷
۴۳	نعت پاک	۷۸
۴۴	نعت پاک	۷۸
۴۵	نعت پاک	۷۹
۴۶	نعت پاک	۸۰
۴۷	منقبت درشان امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸۱
۴۸	منقبت درشان مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ	۸۲
۴۹	منقبت درشان اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ	۸۳
۵۰	اختتام	۸۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

از حضرت علامہ و مولانا جابر احمد صاحب قبلہ پیلی بھیت

استاذ جامع اشرف، کچھوچھہ شریف یو پی

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

انسان کو اشرف المخلوقات کے خطاب لازوال سے مشرف کرانے والی شئ 'علم' ہی ہے علم نے انسان کی زندگی کو انمول بنایا، انسان کو ہوا میں اڑنے زمیں پر برق رفتاری سے دوڑنے کے قابل علم ہی نے بنایا، طرح طرح کے عیش و آرام سے لطف اندوز ہونے کا سلیقہ علم ہی نے بخشا، حد تو یہ ہے کہ معرفت الٰہی کی عظیم دولت بھی علم کی ہی مرہون منت ہے۔

پگھلنا علم کی خاطر مثال شمعِ زیبا ہے
بغیر اسکے نہیں پہچان سکتے ہم خدا کیا ہے

سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ تاجدار مدینہ ﷺ نے اپنے امت کو زیور علم سے آراستہ ہونے کے لئے طرح طرح سے راغب کیا آپ نے ارشاد فرمایا علم مومن کی گمشدہ دولت ہے جہاں کہیں بھی پائے اسے حاصل کرے۔ عزیز القدر مولانا مفتی ساجد حسنی سلمہٗ تعالی عن کل شَنِیْئَۃٍ وَالضَّلَالَۃِ نے اہمیت علم کو اجاگر کرنے والی آیاتِ الٰہیہ اور فرامین حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کو

ترتیب دیکر ایک جگہ جمع کر دیا تا کہ ہر خاص و عام علم اور علماء کے مراتب عالیہ سے آشنا ہو جائے، عزیز القدر مولانا مفتی ساجد حسنی نے ایک اچھی کوشش کی ہے وہ عظیم مرکزی درسگاہ جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف کے ایک ہونہار طالب علم رہے ہیں۔ بارگاہ پروردگار میں دعا ہے کہ ان کی اس کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور نفع بخش خاص و عام بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

سگ بارگاہ اشرف

جابر احمد شرفی پیلی بھیتی

۱۲/رمضان المبارک ۱۴۳۰

ہجری مطابق ۳ ستمبر ۲۰۰۹ (جمعرات)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرف انتساب

میں یہ حقیر سا نزرانہ مشائخ عظام، اساتذہ کرام، جد امجد و دادی جان خصوصاً تارک السلطنت غوث العالم حضور مخدوم سلطان سید اوحد الدین اشرف جہانگیر سمنانی وسامانی علیہ الرحمۃ والرضوان و حامل اسرار الٰہی واقف رموز معارفت قطب پیلی بھیت حضور حاجی شاہجی محمد شیر میاں علیہ الرحمۃ والرضوان و امام اہلسنت عاشق رسول امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مبلغ سلسلۂ نقشبندیہ حضور خواجہ امام شاہ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان سرورہ شریف قصبہ جہان آباد پیلی بھیت کی خدمت میں پیش ہے۔

ان پاکباز نفوس قدسیہ کی 'پرورش و پرداخت' 'نشوونما' 'فیوض و برکات' 'دعائے سحر گاہی کا نتیجہ ہے کہ مجھ جیسے کم علم سے ایسی خدمت لی۔

پروردگار عالم ان پاک باز ہستیوں کے فیوض و برکات کو تا ابد جاری و ساری رکھے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

حقیر محمد ساجد حسنی قادری

{اسلام میں علم کی فضلیت}

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

اورآدم علیہ السلام کوتمام ظاہری اور باطنی اشیاء کے اسماءاورصفات سکھا دئے۔ پھرانکو ملائکہ پر پیش کیا۔پھر فرمایا کہ ان اشیا کے اسماء سے مجھے آگاہ کرو۔ اگرتم (خلافت کے مستحق ہونے کے دعویٰ میں) سچے ہو۔تو ملائکہ نے اپنی عاجزی کا اعتراف کرتے ہوئے عرض کیا ''اے اللہ'' تیری ذات ہر نقص اورعیب سے پاک ہےہمیں توصرف وہی علم ہے جوتو نے ہمیں سکھایا، بیشک توسب کچھ جاننے والا ہے۔

علم ایک لازوال دولت ہے جوعظمت کا نشان اورترقیٔ درجات کا ضامن ہے اورخلافت فی الارض کا تاج پہننے کے لئے ایک شرط ہے۔علم کے بغیرخدا کی پہچان

ہی نہیں ہوسکتی۔جیسا کہ حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

بےعلم نتواں خدارا شناخت

اس علم کی بدولت حضرت آدم علیہ السلام کوملائکہ پرفضیلت حاصل ہوئی اوریہی خلافت فی الارض کا تاج پہنانے کا موجب بنا۔اوراسی کے طفیل حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ ٹھہرے، مذکورہ بالاآیات طیبہ میں ایسی حقیقت کوواضح کیا گیا ہے اورایک عالم کی فضیلت کوجاہل پرظاہرکرنے کے لئے فرمایا۔

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

کیا عالم اورجاہل برابر ہوسکتے ہیں؟

کیونکہ علم نور ہے اور جہالت ظلم ہےعلم کی روشنی سے جہالت اور گمراہی کی ظلمتیں چھٹ جاتی ہیں اورصاحب علم منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہےاوراللہ کی طرف سے دنیوی اوراخروی نعمتوں سے اسے نوازا جاتا ہے۔اس حقیقت کوحضور ﷺ نے اپنے ارشادات کے ساتھ بھی واضح فرمادیا ہے۔حضرت ابی الدرداءرضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں رسول ﷺ سے سنا ہے کہ جب کوئی آدمی اس راستہ پر چلتا ہےجس میں وہ علم حاصل کرنا چاہتا ہےتو اللہ تعالیٰ اُسے کے لئے جنت کی طرف جانے والا راستہ آسان بنا دیتا ہے اور ملائکہ طالب علموں کے قدموں کے نیچےعلم کی خوشی میں پربچھا دیتے ہیں اور جوکچھ آسمان وزمین میں ہے وہ اللہ تعالیٰ سے طالب علم کے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی اور عالم کی فضیلت عابد پراُسی طرح ہے جس طرح چاند کی

فضیلت باقی تمام ستاروں پر ہے اور علماء انبیاء کے وارث ہیں حالانکہ انبیاء کرام کسی کو درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ وہ اپنے علم کا وارث بناتے ہیں اور جس نے علم حاصل کیا تو اس نے انبیاء کی وراثت کا وافر حصہ پالیا۔ (رواہ ابوداؤد و ترمذی)

علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں جس میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو ذر تیرا صبح کے وقت اُٹھکر اللہ کی کتاب سے علم کا ایک باب حاصل کر لینا سو رکعات نفل ادا کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور مزید ارشاد فرمایا اگر صبح کے وقت اللہ تعالیٰ کی کتاب سے علم کا ایک باب پڑھے اور اس کے مطابق عمل پیرا نہ بھی ہوا تو وہ بھی ثواب سے محروم نہیں ہوگا، اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مَنۡ تَعَلَّمَ بَاباً مِنَ الۡعِلۡمِ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ اُعۡطِيَ ثَوَابَ سَبۡعِيۡنَ صِدِّيقاً۔

ترجمہ: جس آدمی نے اسکے لئے علم حاصل کیا کہ وہ لوگوں کو سکھائے تو اسے ستر صدیقوں کے ثواب کے برابر اجر عطا فرمائیگا۔ (احیاء العلوم)

اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:-

مَنۡ جَلَسَ عِنۡدَ العَالِمِ سَاعَتَيۡنِ اَوۡ اَكَلَ مَعَهُ الۡقَمۡتَيۡنِ اَوۡ سَمِعَ مِنۡهُ كَلِمَتَيۡنِ او مَشٰى مَعَهُ خُطوَتَيۡنِ اَعۡطَاهُ اللهُ تَعَالىٰ جَنَّتَيۡنِ كُلُّ جَنَّةٍ مِثۡلُ الدُّنۡيَاءِ مَرَّتَيۡن (مشکوٰۃ الانوار)

کہ جو آدمی ایک عالم کے پاس دو گھڑیاں بیٹھے یا اسکے ساتھ دو کھانے کے لقمے تناول کرے یا اُس سے دو کلمے حکمت کے سُنے اور یا اس کی معیت میں دو قدم چلے تو اللہ تعالیٰ اُسے دو جنتیں عطا فرماتا ہے اور ہر جنت دنیا سے دوگنی بڑی ہے۔

(نوٹ: حدیث پاک میں جس عالم کی معیت میں بیٹھنے، کھانے، کھلانے یا اس

کا کلام سننے وغیرہ کے متعلق ارشاد فرمایا گیا ہے، اس سے مراد عالم ربانی ہے۔ جس نے اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہوئے زندگی گزار دی اُس سے مراد وہ عالم نہیں جو بے عمل اور فتنہ پرداز ہو۔ (درۃ الناصحین)

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جبرئیل سے پوچھا، علماء کی کیا شان ہے تو جواب دیا کہ وہ دنیا اور آخرت میں آپکی امت کے روشن چراغ ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اس آدمی کو خوشخبری ہو جس نے علماء کی شان کو پہچانا اور اسکے لئے ہلاکت و بربادی ہے جس نے علماء کی شان کا انکار کیا اور انکے ساتھ بغض و عداوت کا برتاؤ کرتا رہا۔ (کواشی)

{علم اور علمائے کرام}

عَنۡ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ ﷺ طَلَبُ الۡعِلۡمِ فَرِيۡضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسۡلِمٍ وَوَاضِعُ الۡعِلۡمِ عِنۡدَ غَيۡرِ اَهۡلِهٖ كَمُقَلِّدِ الۡخَنَازِيۡرِ الۡجَوَاهِرَ وَاللُّؤۡلُؤَ وَالذَّهَبَ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد (عورت) پر فرض ہے اور نا اہل کو علم سکھانے والا ایسا ہے جیسے خنزیر یعنی سور کے گلے میں جواہرات موتی اور سونے کا ہار پہنا دیا ہو۔ (ابن ماجہ و مشکوٰۃ)

حضرت مُلّا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں

قالا شراح المراد بالعلم مالامندوحة اللعبد من تعلمه كمعرفة الصانع والعلم بوحدانية و نبوة رسوله و كيفية الصلاة فان تعلمه فرض عين واما بلوغ رتبة الاجتهاد والفتيا

ففرض کفایۃ یعنی شارحین حدیث نے فرمایا کہ علم سے مراد وہ مذہبی علم ہے جس کا حاصل کرنا بندہ کے لئے ضروری ہے۔ جیسے خدائے تعالیٰ کو پہچاننا، اسکی وحدانیت اس کے رسول کی نبوت کی شناخت اور ضروری مسائل کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے طریقے کو جاننا اسلئے کہ ان چیزوں کا علم فرض عین ہے اور فتویٰ و اجتہاد کے رتبہ کو پہچاننا فرض کفایہ ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۲۳۲)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ مراد بعلم دریں جا علمے ست کہ ضروری وقت مسلمان ست مثلاً چوں در اسلام درآمد واجب شد بروے معارفت صانع وسفات وے وعلم بہ نبوت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و جز آں از آنچہ صحیح نیست بے آں و چوں وقت درآمد واجب شد آموختن علم باحکام صلاۃ و چوں رمضان آمد واجب گردید تعلم سوم و ہرگاہ مالک نصاب گردید واجب شد تعلیم احکام زکوٰۃ وگر پیش از آں مرد تعلم نہ کرد عاصی نہ باشد و چوں زن خواست علم حیض و نفاس و جز آں از آں چہ متعلق باحکام زن و شبے ست واجب گردت وعلیٰ ھٰذہٖ القیاس۔

یعنی علم سے مراد اس حدیث میں وہ علم ہے جو مسلمانوں کو وقت پر ضروری ہے مثلاً جب اسلام میں داخل ہو تو اس پر خدائے تعالیٰ کی ذات وصفات کو پہچاننا اور رسول ﷺ کی نبوت کو جاننا واجب ہو گیا اور ہر اس چیز کا علم ضروری ہو گیا کہ جس کے بغیر ایمان صحیح نہیں اور جب نماز کا وقت آ گیا تو اس پر نماز کے احکام کا جاننا واجب ہو گیا اور جب ماہ رمضان آ گیا تو روزہ کے احکام کا جاننا، سیکھنا ضروری ہو گیا اور مالک نصاب ہو گیا تو زکوٰۃ کے مسائل کا جاننا واجب ہو گیا اور اگر مالک نصاب ہونے سے قبل مر گیا اور زکوٰۃ کے مسائل کو نہ سیکھا تو گنہگار نہیں ہوا۔ اور جب عورت کو (عقد میں)

لایا تو حیض ونفاس وغیرہ سے جتنے مسائل کا زن وشوہر سے تعلق ہے جاننا واجب ہو جاتا ہے۔ وعلیٰ ھٰذہٖ القیاس۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۱۶۱)

عن ابن سیرین قَالَ اِنَّ ھٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُ اعَمَّنْ تَاخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ ترجمہ حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ علم (یعنی قرآن وحدیث کو جاننا دین ہے لہٰذا تم دیکھ لو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو) (مسلم و مشکوٰۃ)

عَنْ اَبِیْ اَمَامَۃَ الْبَاھِلِی قَالَ ذُکِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رَجُلَانِ اَحَدُھُمَا عَابِدٌ والآخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ترجمہ: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ الصلاۃ والتسلیم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا ان میں سے ایک عابد تھا دوسرا عالم تو سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہ و مَلٰئِکَتَہٗ وَ اَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰی النَّمْلَۃَ فِیْ جُحْرِھَا وَحَتّٰی الْحُوْتَ یَصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ۔

ترجمہ: عابد کی فضیلت عالم پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر، پھر حضور نے فرمایا کہ لوگوں کو بھلائی سکھانے والے پر خدائے تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے نیز زمین وآسمان کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں پانی میں اس کے لئے دعائے خیر کرتی ہیں

(ترمذی ومشکوٰۃ)

عَنْ کَثِیر بن قیس قَالَ کُنْتُ جَالِساً مَعَ اَبِی الدَّرْدَاءِ فِیْ مَسْجِدِ دِمِشْقَ فَجَاءَہٗ رَجُلٌ فقَالَ یَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اِنِّیْ جِئْتُکَ مِنْ مَدِیْنَۃِ الرَّسُوْلِ صَلَّ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لِحَدِیْثٍ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ تُحَدِّثُہٗ عَنْ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مَا جِئْتُ لِحَاجَۃٍ قَالَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یَقُوْلُ مَنْ سَلَکَ طَرِیْقاً یَطْلُبُ فِیْہِ عِلْماً سَلَکَ اللہ بِہٖ طَرِیْقاً من طُرُقِ الْجَنَّۃِ وَاِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ لَتَضَعُ اَجْنِتِحَھَا رِضاً لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَاَنَّ الْعَالِمَ یَسْتَغْفِرُلَہٗ مَنْ فِیْ السّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالْحِیْتَانُ فِیْ جَوْفِ الْمَاءِ وَاِنَّ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلٰی الْعَابِدِ کَفَضْلِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ عَلٰی سائِرِ الْکَوَاکِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَلَا دِرْھَماً وَاِنَّمَا وَرَّثُوْا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَہٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ ۔ (ترمزی-ابو دائود-مشکوٰۃ)

حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا تو ایک آدمی نے آکر کہا کہ اے ابو درداء بیشک میں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر مدینہ طیبہ سے یہ سُن کر آیا ہوں کہ آپ کے پاس کوئی حدیث ہے جسے آپ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور میں کسی دوسرے کام کے لئے نہیں آیا ہوں۔ حضرت ابودرداء نے کہا کہ میں نے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے یہ سنا کہ جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لئے سفر کرتا ہے تو خدائے تعالیٰ اُسے جنت کے راستوں میں سے

ایک راستہ پر چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لئے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں۔ اور وہ چیز جو آسمان و زمین میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کے لئے دعائے استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسا کہ چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر۔ اور علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں۔ اور انبیاء کرام کا ترکہ دینار و درہم نہیں انہوں نے وراثت میں صرف علم چھوڑا ہے تو جس نے اسے حاصل کیا اُس نے پورا حصہ پایا۔ (ترمذی-ابوداؤد-مشوکوٰۃ)

عَنْ مُعَاوِیَۃ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ تعالیٰ علی وسلّمَ مَنْ یُّرِیْدِ اللہِ خَیْراً یُفَقِّھهُ فِیْ الدِّیْنِ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَ اللہ یُعْطِیْ۔

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ اور خدا بیشک دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

(بخاری-مسلم-مشکوٰۃ)

عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَۃً مِنْ الْلَیْلِ خَیْرٌ مِنْ اِحْیَاءِھَا ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رات میں ایک گھڑی علم دین کا پڑھنا پڑھانا رات بھر جاگنے سے بہتر ہے۔ (رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے) (دارمی-مشکوٰۃ)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فَقِیْہٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلٰی الشَّیْطَانِ مِن اَلْفِ عَابِدٍ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم نے فرمایا کہ ایک فقیہ یعنی ایک عالم دین شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ (ترمذی-مشوکوۃ)

عَنِ اَبِیْ دَرْدَاءِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مَا حَدُّ العِلْمِ الَّذِیْ اِذَا بَلَغَهُ اَلرَّجُلُ کَانَ فَقِیهاً فَقَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّمَ مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِی اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثاً فِیْ اَمرِ دِیْنِها بَعْثَهُ اللہ فَقِیْهاً وَ کُنْتُ لَهٗ یَوْمَ القِیَامَةِ شَافِعاً وَ شَهِیْداً۔

ترجمہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے روایت کیا گیا کہ اُس علم کی حد کیا ہے کہ جسے آدمی حاصل کر لے تو فقیہ یعنی عالم دین ہو جائے؟ تو سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص میری امت تک پہنچانے کے لئے دینی امور کی چالیس حدیثیں یاد کرے گا تو خدائے تعالیٰ اُسے قیامت کے دن عالم دین کی حیثیت سے اُٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اُس کی شفاعت کروں گا اور اُس کے حق میں گواہ رہوں گا۔
(مشکوٰۃ)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ فِیْ مَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ اللہ عَزَّ و جَلَّ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الاُمَّةِ عَلٰی رَاسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ الصلاۃ والتسلیم سے جو باتیں میں نے معلوم کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہر صدی کے خاتمہ پر اُس اُمت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک ایسے

شخص کو بھیجے گا جو اُس کے لئے اُس کے دین کو نکھارتا رہیگا۔ (ابوداؤد-مشکوٰۃ)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مَنْ تَعَلَّمَ عِلْماً مِمَّا یُبْتَغِ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْیَا لَمْ یَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَعْنِیْ رِیْحَهَا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایسے علم کو سیکھا جسکے ذریعہ خدائے تعالیٰ کی خوشنودی طلب کی جاتی ہے (مگر) اُس نے صرف اس لئے سیکھا کہ اس علم سے متاع دنیا حاصل کرے تو قیامت کے دن اُس کو جنت کی خوشنودی تک میسّر نہیں ہوگی۔ (ابوداؤد)

عَنْ سُفْیَانَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِکَعْبٍ مَنْ اَرْبَابُ الْعِلْمِ قَالَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ بِمَا یَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَا اَخْرَجَ الْعِلْمِ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَاءِ قَالَ الطَّمْعُ۔

ترجمہ: حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اہل علم کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا جو اپنے علم کے موافق عمل کرے پھر آپ نے پوچھا کہ عالموں کے دلوں سے کون سی چیز علم (انوار و برکات) کو نکالتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ لالچ - (دارمی، مشوکوٰۃ)

اَنِ الاَحْوَصِ بْنِ حَکِیْمِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رسُوْلُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عَلٰی اِنَّ شَرَّا الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ وَاِنَّ الْخَیْرَ الْخَیْرِ خِیَارُ الْعُلَمَاءِ

حضرت احوص بن حکیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا رسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگاہ ہوجاؤ بڑوں میں سے بدترین علمائے سو ہیں اور اچھوں میں سے بہتر علمائے حق ہیں۔ (دارمی مشکوٰۃ)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اُفْتِیَ بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ اِثْمُهٗ عَلٰی مَنْ اَفْتَاهُ وَمَنْ اَشَارَ عَلٰی اَخِیْهِ بِاَمْرٍ یَعْلَمُ عَنَّ اَرْشَدَ فِیْ غَیْرِهٖ فَقَدْ خَانَهٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جسے بغیر علم کے کوئی فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا اور جس نے جان بوجھ کر اپنے بھائی کو غلط مشورہ دیا تو اس نے اس کے ساتھ خیانت کی۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

ضروری انتباہ:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم اکثر رات بھر عبادت فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک ورم کر جاتے اور صوم وصال پے درپے روزہ رکھتے رات میں افطار نہ فرماتے اور جو مال ملتا سب راہ خدا میں خرچ کر ڈالتے۔ چٹائیوں پر آرام فرماتے جو کی روٹی تناول فرماتے، کبھی ایک دو مہینہ پر صرف کھجور اور پانی پر اکتفاء فرماتے ہیں۔ کبھی شکم اقدس پر پتھر باندھتے مگر ان باتوں کو اپنی کمزور ناتواں امت پر کرم فرماتے ہوئے لازم نہیں فرمایا یعنی حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اِن باتوں کا کسی مسلمان سے مطالبہ نہیں فرمایا چاہے وہ جاہل ہو یا عالم ہو۔ مگر آجکل بعض جاہل جنہیں مذہب سے دور کا بھی واسطہ نہیں ان باتوں کا علماء سے مطالبہ کرتے ہیں اور ایسا نہ کرنے والوں کو نافرمان سمجھتے ہیں اور شرم نہیں کرتے ہیں کہ جن باتوں کو حضور ﷺ نے لازم نہیں فرمایا تو اُن بے عمل جاہلوں کو مطالبہ کرنے کا حق کہاں سے

پہنچ گیا۔ خدائے تعالیٰ انہیں سمجھ عطا فرمائے۔

چٹائیوں پر سونے اور پیٹ پر پتھر باندھنے کا مطالبہ کرنے والے اسلام اور مسلمان دونوں کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ اسلام کو اس طرح کہ ایسا غیر مسلم جو دائرہ اسلام میں آنا چاہتا ہے۔ جب اس کو معلوم ہوگا کہ اسلام میں چٹائی پر سونا اور پیٹ پر پتھر باندھنا لازم ہے اور ایسا نہ کرنے والا گنہگار اور حضور پیغمبر اسلام ﷺ کا نافرمان ٹھہرایا جاتا ہے تو وہ اسلام کی طرف ہرگز نہیں آسکتا اور علماء کو نافرمان و گنہگار ٹھہرانے والا یہ گروہ مسلمانوں کو اس طرح نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ جبکہ مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات راسخ ہو جائیگی کہ علماء خود نافرمان ہیں تو پھر وہ عالموں کی نصیحت ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ نماز، روزہ وغیرہ فرائض الٰہیہ کے قریب نہ آئیں گے اور برائیوں میں مبتلا ہو کر مستحق عذاب نار ہوں گے۔

{فضیلت علم}

حضرات! علم کی فضیلت وعظمت ہر دور میں رہی ہے انسان کی عظمت علم ہی میں پوشیدہ ہے علم انسان کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے۔ علم خدا کا عرفان عطا کرتا ہے۔ سراط مستقیم پر چلاتا ہے اور خدائے تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ حضرت کثیر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ دمشق میں ایک شخص سیدنا ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں آیا اور عرض کیا کہ میں مدینہ منورہ سے آیا ہوں ایک حدیث سننے کے لئے، حضرت ابوداؤد نے دریافت کیا صرف اسی مقصد سے آئے ہو یا اور بھی کوئی کام ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں اور کوئی کام نہیں صرف حدیث کی جانکاری کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضرت ابوداؤد خوش ہو کر فرمانے لگے مرحبا مبارک ہو سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص صرف علم دین حاصل کرنے کے لئے سفر کیا کریگا

اسکے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیا جائیگا ایسے مسافر کے احترام و استقبال میں فرشتے اپنے پر کو بچھا دیتے ہیں۔ اور زمین وآسمان کی ہر مخلوق دعا کرتی ہے حتٰی کہ مچھلیاں بھی۔ (تنبیہ الغافلین)

قرآن مجید میں اہل علم کی فضیلت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ ۝ (فاطر)

ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے صرف وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں، بیشک اللہ تعالیٰ عزت والا اور بخشنے والا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دو آدمیوں کی حرص پوری نہیں ہوتی، (۱) طالب علم (۲) طالب دنیا۔ لیکن دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ پہلا شخص اللہ کی خوشنودی کے لئے علم حاصل کرتا ہے دوسرا شخص نفسانی خواہشات وحبّ مال میں مبتلاء ہو کر ذلت کے گڑھے میں نیچے گرتا چلا جاتا ہے۔

پہلا اعلیٰ	دوسرا ادنیٰ	
پہلا شریف	دوسرا حقیر	
پہلا محمود	دوسرا مبغوض	(تنبیہ الغافلین)

{علم افضل ہے یا مال؟}

تنبیہ الغافلین میں حضرت ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بصرہ کے علماء میں اختلاف ہوا۔ بعض کا خیال تھا کہ مال افضل ہے اور بعض علم کو افضل قرار دے رہے تھے۔ کافی بحث کے باوجود کسی فیصلہ پر نہ پہنچ سکے لہٰذا دونوں گروپ نے ایک معتبر آدمی کو نمائندہ بنا کر حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں بھیجا، نمائندہ نے جا کر صورت حال سے آگاہ فرمایا۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ علم مال سے افضل ہے نمائندہ نے عرض کیا کہ اگر وہ لوگ دلیل مانگیں گے تو کیا کہوں گا؟ فرمایا ایک نہیں بہت سی دلیلیں ہیں:۔

(۱) علم انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے اور مال فرعون وقارون جیسے لوگوں کی میراث ہے۔

(۲) علم انسان کو بناتا ہے اور مال انسان کو کماتا ہے۔

(۳) علم (دین) صرف محبوب بندوں کو ملتا ہے اور مال محبوب ومبغوض دونوں کو ملتا ہے بلکہ مبغوض بندوں کو زیادہ ملتا ہے۔

(۴) علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے اور مال خرچ کرنے سے ختم ہو جاتا ہے۔

(۵) صاحب مال کو فوت ہونے کے بعد لوگ بھول جاتے ہیں اور عالم مرنے کے بعد بھی زندہ رہتا ہے۔

(۶) مال کے تعلق سے قیامت کے بارے میں سوال ہوگا کہ کس طرح کمایا اور کہاں خرچ کیا اور عالم کی ہر علمی خدمت پر جنت میں درجہ بلند ہوتا ہے۔

{قرآن میں علم کی فضیلت}

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

ترجمہ: اور تم عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔ (پ۱۶ ع ۱۴)

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ سے علم کی فضیلت واضح طور پر ثابت ہوتی ہے اسلئے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے پیارے مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم کے علاوہ کسی دوسری چیز کی زیادتی کے طلب کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔ (فتح الباری شرح بخاری جلد اول ص ۱۳۰)

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

اَلْعِلْمُ حَيَاةُ الْاِسْلَامِ وَعِمَادُ الدِّيْنِ (رواہ ابو الشیخ)

ترجمہ: علم اسلام کی زندگی اور دین کا کھمبا ہے۔ (کنز العمال ج ۱۰ ص ۷۶)

(۳) حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

اَلْعِلْمُ خَيْرٌ مِّنَ الْعِبَادَةِ (رواہ ابو الشیخ)

ترجمہ: علم عبادت سے بہتر ہے۔ (کنز العمال ج ۱۰ ص ۷۶)

(۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:-

تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِنْ اِحْيَائِهَا (مشکوٰۃ ص ۳۶)

ترجمہ: رات میں ایک گھڑی علم کا پڑھنا پوری رات جاگنے سے بہتر ہے۔

حضرت ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ایک گھنٹہ آپس میں علم کی تکرار کرنا، استاذ سے پڑھنا، شاگرد کو پڑھانا، کتاب تصنیف کرنا یا انکا مطالعہ کرنا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

(۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے

فَضْلٌ فِيْ عِلْمٍ خَيْرٌ مِنْ فَضْلٍ فِيْ عِبَادَةٍ وَمَلَاكُ الدِّيْنِ الْوَرَعُ

ترجمہ: علم کی زیادتی عبادت کی زیادتی سے بہتر ہے اور دین کی اصل پرہیزگاری ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶)

یعنی علم کی زیادتی اگرچہ تھوڑی ہو عبادت کی زیادتی سے بہتر ہے، اگرچہ زیادہ ہو۔ (اشعۃ اللمعات ج اول ص ۱۷۲)

(۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا

کہ رسول ﷺ نے فرمایا:-

اَلْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ اٰيَةٌ مُّحْكَمَةٌ اَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ اَوْ فَرِيْضَةٌ عَادِلَةٌ۔

(رواہ ابوداؤد وابن ماجہ)

ترجمہ: علم تین ہیں، ثابت آیات مضبوط حدیث اور تیسرے فریضۂ عادلہ یعنی اجماع وقیاس (مشکوٰۃ صفحہ ۳۵)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں، اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے دین اور شریعت کے اصول کے علم چار ہیں، قرآن مجید، حدیث شریف، اجماع اور قیاس- (اشعۃ اللمعات ج اول ص ۱۶۷)

(۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں کہا کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا حَسَدَ اِلَّا فِيْ اِثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا (رواہ بخاری)

ترجمہ: دو چیزوں کے سوا کسی میں حسد جائز نہیں، ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے راہ حق میں خرچ کرے اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے دین کا علم عطا فرمایا تو وہ اسکے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔ (بخاری جلد اول صفحہ ۱۷)

حسد کی تعریف

یہ آرزو کرنا کہ کسی کی نعمت یا فضیلت اس کے بجائے مجھ کو مل جائے اسے حسد کہتے ہیں اور حسد کرنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے اَلْحَسَدُ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ یعنی حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے

جیسے آگ لکڑی کو۔(ابوداؤد جلد دوم صفحہ ۳۱۶) اوراس حدیث شریف میں جو بظاہر دو
چیزوں میں حسد کرنے کو جائز قرار دیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ رشک و
آرزو۔حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگ اس طرح کی آرزو کرتے ہیں لیکن
آرزو کرنے کے لائق صرف دو نعمتیں ہیں ایک وہ مال جو راہ حق میں خرچ کیا جائے
دوسرے وہ علم کہ اسکے مطابق فیصلہ کیا جائے اوراس سے لوگوں کو سکھایا جائے۔

(۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ
صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ (رواہ مسلم)

ترجمہ: جب انسان مرجاتا ہے تو اس سے اس کا عمل کٹ جاتا ہے مگر تین عمل کا
ثواب برابر جاری رہتا ہے، صدقہ جاریہ، علم جس سے نفع حاصل کیا جائے یا نیک اولاد
جو اسکے لئے دعا کرے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۲)

صدقہ جاریہ سے مراد مسجد و مدرسہ بنوانا یا زمین اور کتاب وغیرہ وقف کرانا اور علم
سے مراد دینی کتابیں تصنیف کرنا اور اچھے شاگردوں کو چھوڑ جانا جن سے دینی فیضان
جاری رہے اور باپ نے اگر اپنی اولاد کو نیک بنایا تو اسکے لئے دعائے خیر کریں۔ یا
نہ کریں باپ کو بہر حال ثواب ملے گا۔

(۹) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے

اَلْعِلْمُ خَزَائِنُ وَ مِفْتَاحُهَا السُّوَالُ فَاسْئَلُوْا يَرْحَمُكُمُ اللهُ

(رواہ ابو نعیم فی الحیلیۃ)

ترجمہ: علم خزانے ہیں اور اُن کی کنجی سوال ہے تو سوال کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم
فرمائے گا۔ (کنز العمال جلد ۱۰ ص ۷۶)

(۱۰) حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

اَلْعِلْمُ مِيْرَاثِيْ وَ مِيْرَاثُ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ۔

ترجمہ: علم میری میراث ہے جو مجھ سے پہلے انبیاء گزرے ہیں ان کی میراث
ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۰ ص ۷۷)

(۱۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

اَلْعِلْمُ وَالْمَالُ يَسْتُرَانِ كُلَّ عَيْبٍ وَالْجَهْلُ وَالْفَقْرُ
يَكْشِفَانِ كُلَّ عَيْبٍ۔ (رواہ والدیلمی فی سند الفردوس)

ترجمہ: علم اور مال عیب کو چھپاتے ہیں اور جہالت وغریبی ہر عیب کو کھولتے
ہیں۔(کنز العمال جلد ۱۰ ص ۷۷)

(۱۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ الْعِلْمُ بِاللّٰهِ اِنَّ الْعِلْمَ يَنْفَعُكَ مَعَهٗ قَلِيْلُ
الْعَمَلِ وَ كَثِيْرُهٗ وَاِنَّ الْجَهْلَ لَا يَنْفَعُكَ مَعَهٗ قَلِيْلُ الْعَمَلِ وَلَا
كَثِيْرُهٗ

(رواہ الحکیم)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا علم بہترین عمل ہے علم کے ساتھ تجھے تھوڑا
اور زیادہ عمل فائدہ دیگا اور جہالت کے ساتھ نہ تجھے تھوڑا عمل فائدہ دیتا اور نہ زیادہ۔

(۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

خُيِّرَ سُلَيْمَانُ بَيْنَ الْمَالِ وَ الْمُلْكِ والعِلمِ فَاخْتَارَ العِلمَ فَأُعْطِيَ الْمُلْكَ وَالْمَالَ لِاِخْتِيَارِهِ الْعِلْمَ (رواہ ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت سلیمان علیہ السلام کو مال سلطنت اور علم کے درمیان اختیار دیا گیا تو انہوں نے علم کو پسند فرمایا تو علم اختیار کرنے کے سبب سلطنت اور مال سے بھی سرفراز کیئے گئے۔

(۱۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

عَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ فَاِنَّ الْعِلْمَ خَلِيْلُ الْمُؤْمِنِ (رواہ الحکیم)

ترجمہ: علم کو لازم پکڑو اسلئے کہ علم مومن کا گہرا دوست ہے۔

(کنز العمال جلد ۱۰ ص ۸۸)

(۱۵) حضرت ابوسعید اخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

فَضْلُ الْعِلْمِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ فَضْلِ العِبَادَةِ (رواہ الحکیم)

ترجمہ: علم کی زیادتی مجھے عبادت کی زیادتی سے بہت محبوب ہے۔

(کنز العمال جلد ۱۰ ص ۸۸)

(۱۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

قَلِيْلُ الْعَمَلِ يَنْفَعُ مَعَ العِلْمِ وَ كَثِيْرُ العَمَلِ لَا يَنْفَعُ مَعَ الْجَهْلِ (رواہ الدیلمی فی الفردوس)

ترجمہ: تھوڑا عمل علم کے ساتھ فائدہ دیتا ہے اور زیادہ عمل جہالت کے ساتھ فائدہ نہیں دیتا ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۰ ص ۸۸)

(۱۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

لِكُلِّ شَيْءٍ طَرِيْقٌ وَ طَرِيْقُ الْجَنَّةِ العِلْمُ۔ (رواہ الدیلمی فی الفردوس)

ترجمہ: ہر چیز کا ایک راستہ ہے اور جنت کا راستہ علم ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۰ ص ۸۸)

(۱۸) حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ صَارَ بِالعِلمِ حَيًّا لَمْ يَمُتْ اَبَدًا۔

ترجمہ: جو علم سے زندہ ہوگا وہ کبھی نہیں مریگا۔ (حاشیہ ہدایہ جلد اول ص ۲)

رہتا ہے نام علم سے زندہ ہمیشہ داغ
اولاد سے تو بس یہی دو پشت چار پشت

(۱۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

مَا اسْتَرْذَلَ اللهُ تَعَالیٰ عَبْدًا اِلَّا حَظَرَ عَلَيْهِ الْعِلْمَ وَالْاَدَبَ

(رواہ ابن نجار)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ علم وادب کو بندہ پر روک کر اُسے ذلیل کرتا ہے۔

(۲۰) حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں

تَعَلَّمِ الْعِلْمَ فَاِنْ كَانَ لَكَ مَالٌ كَانَ الْعِلْمُ لَكَ جَمَالاً وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكَ مَالٌ كَانَ الْعِلْمُ لَكَ مَالاً۔

ترجمہ: علم حاصل کرو اگر چہ تمہارے پاس مال بھی ہو تو علم تمہارے لئے خوبصورتی ہوگا اور اگر تمہارے پاس مال نہیں ہوگا تو علم ہی تمہارے لئے مال ہوگا۔

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۲۷۵)

(۲۱) حضرت علامہ ابن فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں

قَالَ بَعْضُهُمْ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالیٰ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا السَّيْلُ هٰهُنَا الْعِلْمُ شَبَّهَهُ اللهُ تَعَالیٰ بِالْمَاءِ لِخَمْسِ خِصَالٍ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے قول انزل (الخ) یعنی خدائے عزَّ وجَلّ نے آسمان سے پانی تو نازل کیا تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے تو پانی کے اُس پر اُبھرے ہوئے جھاگ اُٹھالائی۔ (پارہ ۱۳ ع ۸)

اس کے بارے میں بعض مفسرین نے فرمایا السیل سے مراد یہاں علم ہے پانچ وجہ سے علم کو پانی سے تشبیہ دی ہے:۔

اَحَدُھَا کَمَا اَنَّ الْمَطَرَ یَنْزُلُ مِنَ السَّمَاءِ کَذَالِکَ الْعِلْمُ یَنْزُلُ مِنَ السَّمَاءِ

اول جیسے بارش آسمان سے اترتی ہے ایسے ہی علم بھی آسمان سے اترتا ہے۔

وَالثَّانِیْ کَمَا اَنَّ اِصْلَاحَ الْاَرْضِ بِالْمَطَرِ فَاِصْلَاحُ الْخَلْقِ بِالْعِلْمِ

دوم زمین کی درستگی بارش سے ہے تو مخلوق کی درستگی علم سے ہے

وَالثَّالِثُ کَمَا اَنَّ الزَّرْعَ وَالنَّبَاتَ لَا یَخْرُجُ بِغَیْرِ الْمَطَرِ کَذَالِکَ الْاَعْمَالُ وَالطَّاعَاتُ لَا تَخْرُجُ بِغَیْرِ الْعِلْمِ۔

سوم جیسے کھیتی اور ہریالی بغیر بارش کے پیدا نہیں ہوتی ہے ایسے ہی اعمال و طاعات کا وجود بغیر علم کے نہیں ہوتا۔

وَالرَّابِعُ کَمَا اَنَّ الْمَطَرَ فَرْعُ الرَّعْدِ وَالْبَرْقِ کَذَالِکَ الْعِلْمُ فَاِنَّہٗ فَرْعُ الْوَعْدِ وَالْوَعِیْدِ۔

چہارم جیسے کہ بارش گرج اور بجلی کی فرع ہے ایسے ہی علم ہے کہ وہ وعدہ اور وعید کی فرع ہے۔

وَالْخَامِسُ کَمَا اَنَّ الْمَطَرَ نَافِعٌ وَضَارٌّ کَذَالِکَ الْعِلْمُ نَافِعٌ وَ

ضَارٌّ نَافِعٌ لِمَنْ عَمِلَ بِہٖ ضَارٌّ لِمَنْ لَّمْ یَعْمَلْ بِہٖ

پنجم جیسے کہ بارش نفع اور نقصان دونوں پہنچاتی ہے ایسے ہی علم سے بھی نفع اور نقصان دونوں پہنچتا ہے۔ جو علم پر عمل کرے اس کے لئے لئے وہ فائدہ مند ہے اور جو اس پر عمل نہ کرے واسکے لئے ون نقصان دہ ہے۔ (تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۶۷۲)

(۲۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ اَفْضَلُ مِنَ الْمَالِ بِسَبْعَۃِ اَوْجُہٍ

ترجمہ: مال سے علم سات وجہوں سے افضل ہے۔

اولھا اَلْعِلْمُ مِیْرَاثُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمَالُ مِیْرَاثُ الْفَرَاعِنَۃِ

اول علم انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے اور مال فرعونوں کی میراث ہے۔

والثَّانِیْ اَلْعِلْمُ لَا یَنْقُصُ بِالنَّفَقَۃِ وَالْمَالُ یَنْقُصُ۔

دوم علم خرچ کرنے سے نہیں گھٹتا اور مال گھٹتا ہے۔

والثالثُ یُحْتَاجُ الْمَالُ اِلَی الْحَافِظِ وَالْعِلْمِ یَحْفُظُ صَاحِبَہٗ

سوم مال حفاظت کا محتاج ہوتا ہے اور علم عالم کی حفاظت کرتا ہے۔

والرَّابِعُ اِذَا مَاتَ الرَّجُلُ یَبْقٰی مَالُہٗ وَالْعِلْمُ یَدْخُلُ مَعَ صَاحِبِہٖ قَبْرَہٗ۔

چہارم جب آدمی مرجاتا ہے اس کا مال دنیا میں باقی رہتا ہے اور علم اسکے ساتھ قبر میں جاتا ہے۔

اَلْخَامِسُ اَلْمَالُ یَحْصُلُ لِلْمُؤْمِنِ وَالْکَافِرِ وَالْعِلْمُ لَا یَحْصُلُ اِلَّا لِلْموْمِنِ

مال مومن اور کافر دونوں کو حاصل ہوتا ہے اور علم دین صرف مومن کو حاصل ہوتا ہے۔

وسادس جَمِیْعُ النَّاسِ یُحْتَاجُوْنَ الٰی صَاحِبِ الْعِلْمِ فِیْ اَمْرِ دِیْنِہِمْ وَلَا یَحْتَاجُوْنَ الٰی صَاحِبِ الْمَالِ

ششم سب لوگ اپنے دینی معاملہ میں عالم کے محتاج ہیں اور مالدار کے محتاج نہیں۔

وَالسَّابِعُ الْعِلْمُ یُقَوِّیْ الرَّجُلَ عَلَی الْمُرُوْرِ عَلَی الصِّرَاطِ وَالْمَالُ یَمْنَعُہٗ

ہفتم علم سے پل صراط پر گزرنے میں قوت حاصل ہوگی اور مال اس میں رکاوٹ پیدا کرے گا۔ (تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۲۷۷)

(۲۳) سرکار اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ سِتِّیْنَ سَنَۃٍ

ترجمہ: ایک ساتھ غور وفکر کرنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۲۸۰)

حضرت علامہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں

احدھا اَنَّ التَّفَکُّرَ یُوْصِلُکَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْعِبَادَۃِ تُوْصِلُکَ اِلٰی ثَوَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالَّذِیْ یُوْصِلُکَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی خَیْرٌ مِّمَّا یُوْصِلُکَ اِلٰی غَیْرِ اللّٰہِ۔

اول غور وفکر کرنا تجھے اللہ تعالیٰ تک پہنچائے گا اور عبادت تجھے اللہ تعالیٰ کے ثواب تک پہنچائے گی۔ اور جو چیز کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والی ہو وہ بہتر ہے اس چیز سے جو تجھے غیر اللہ تک پہنچائے۔

وَالثَّانِیْ اَنَّ تَفَکُّرَ عَمَلُ الْقَلْبِ وَالطَّاعَۃَ عَمَلُ الْجَوَارِحِ الْقَلْبُ اَشْرَفُ مِنَ الْجَوَارِحِ فَکَانَ عَمَلُ الْقَلْبِ اَشْرَفَ مِنْ

عَمَلِ الْجَوَارِحِ وَالَّذِیْ یُؤَکِّدُ ھٰذَا الْوَجْہُ قَوْلُہٗ تَعَالٰی اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ جَعَلَ الصَّلٰوۃَ وَسِیْلَۃً اِلٰی ذِکْرِ الْقَلْبِ وَالْمَقْصُوْدُ اَشْرَفُ مِنَ الْوَسِیْلَۃِ فَدَلَّ ذٰلِکَ عَلٰی اَنَّ الْعِلْمَ اَشْرَفُ مِنْ غَیْرِہٖ۔

دوم۔غور وفکر دل کا کام ہے اور فرمانبرداری دوسرے اعضاء کا عمل ہے اور دل تمام اعضاء سے افضل ہے تو اس کا عمل بھی تمام اعضاء کے عمل سے افضل ہے اور وہ دلیل جو اِس بات کو مضبوط کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ یعنی میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔ (پارہ ۱۶ رکوع ۱۰) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دل کی یاد کیلئے نماز کو وسیلہ ٹھہرایا اور مقصود وسیلہ سے افضل ہوتا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ علم دوسری چیزوں سے افضل ہے۔ (تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۲۸۰)

(۲۴) حضرت علامہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلَّمَ مَعْلَمْ تَکُنْ طَعْلَمُ ط وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا فَسَمَّی الْعِلْمِ عَظِیْمًا وَسَمَّی الْحِکْمَۃَ خَیْرًا کَثِیْرًا فَالْحِکْمَۃُ ھِیَ الْعِلْمُ وَقَالَ اَیْضًا اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ فَجَعَلَ ھٰذِہِ النِّعْمَۃَ مُقَدَّمَۃً عَلٰی جَمِیْعِ النِّعَمِ فَدَلَّ عَلٰی اَنَّہٗ اَفْضَلُ مِنْ غَیْرِہٖ

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے (پارہ ۵ رکوع ۱۴) تو اللہ تعالیٰ نے علم کو عظیم فرمایا اور آیۃ کریمہ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا (پارہ ۳ رکوع ۵) میں حکمت کو خیر کثیر فرمایا اور حکمت علم ہی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا (پ ۲۷ ع ۱۱) تو خدائے تعالیٰ نے اس نعمت کو ساری نعمتوں پر مقدم فرمایا

جس سے ثابت ہوا کہ علم سب سے افضل ہے۔ (تفسیر کبیر جلد اول ص ۲۸۰)

(۲۵) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں

اَلْعِلْمُ خَیْرٌ مِنَ الْمَالِ اَلْعِلْمُ یَحْرُسُكَ وَاَنْتَ تَحْرُسُ الْمَالَ وَالْمَالُ تَنْقُصُهُ النَّفْقَتُ وَالْعِلْمُ یَزِیْدُ بِالْاِنْفَاكِ وَالْعِلْمُ حَاکِمٌ وَالْمَالُ مَحْکُوْمٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: علم مال سے بہتر ہے، علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی حفاظت کرتا ہے، مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے، علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ۔ (تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۲۸۳)

(۲۶) حضرت علامہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

اَلْقَلْبُ مَیِّتٌ وَحَیَاتُهٗ بِالْعِلْمِ۔

ترجمہ: دل مردہ ہے اور اس کی زندگی علم سے ہے۔ (تفسیر کبیر جلد اول ص ۲۸۴)

(۲۷) حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

کَمَا اَنَّ الْغَیْثَ یُحْیِ الْبَلَدَ الْمَیِّتَ فَکَذَا عُلُوْمُ الدِّیْنِ تُحْیِ الْقَلْبَ الْمَیِّتَ

جیسے بارش مردہ شہر میں زندگی پیدا کر دیتی ہے ایسے ہی دین کے علوم مردہ دل میں زندگی ڈال دیتے ہیں۔ (فتح الباری شرح بخاری جلد اول صفحہ ۱۶۱)

عالم با عمل کو چھ انعامات

روایت کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص باجماعت نماز ادا کرے اور علم کی محفل میں بیٹھے اور اللہ کا کلام سنے پھر اس کے مطابق عمل بھی کرے تو اللہ

تعالیٰ اُسے چھ انعامات سے نواز دیتا ہے۔

(۱) اُسے رزق حلال عطا فرماتا ہے۔ (۲) عذاب قبر سے اُسے نجات حاصل ہوتی ہے۔ (۳) قیامت کے دن اُسکا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں عطا کیا جائیگا۔ (۴) پل صراط سے بجلی کی چمک کی طرح گزر جائیگا۔ (۵) اُسکا حشر انبیائے کرام کے ساتھ ہوگا۔ (۶) اس کا گھر جنت میں سرخ یاقوت سے بنایا جائیگا۔ جس کے چالیس دروازے ہوں گے جس دروازے سے چاہے وہ اس سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (درۃ الناصحین)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا باعمل علماء کے درجات مؤمنین کے درجات سے سات سو گُنا بلند ہوں گے۔ اور ہر دو درجوں کے درمیان مصافت پانچ سو سال کی ہوگی اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ علم کی عمل پر فضیلت کی پانچ وجہ ہیں (۱) بغیر عمل کے بھی علم حاصل ہو جاتا ہے اور عمل بغیر علم کے نہیں حاصل ہوتا۔ (۲) علم بغیر عمل بھی نافع ہوتا ہے اور عمل بغیر علم کے نفع کا باعث نہیں بنتا۔ (۳) علم نور کا چراغ ہے جس سے عمل منور ہوتا ہے (یعنی علم کے علماء کا درجہ بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند ہے حضور ﷺ نے فرمایا عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ (۵) علم اللہ کی صفت ہے اور عمل بندوں کی صفت ہے اور اللہ کی صفت بہر حال بندوں کی صفت سے افضل ہے۔ (تفسیر تیسیر)

مجالس الاسرار میں کسی حکیم کا قول نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا اَلْعِلْمُ ثَلَاثَةُ اَحْرُفٍ۔ عَیْنٍ وَّ اللَّامِ وَمِیْمٍ کہ علم کے تین حروف ہیں، عین، لام، میم عین عِلِّیِّیْن سے مشتق ہے اور لام لطف سے مشتق ہے اور میم ملک سے۔ تو یہ مطلب ہوگا یہ عین صاحب علم کو علیین تک پہنچا دیتی ہے۔ جو جنت میں ایک

خاص مقام کا نام ہے اور لام اُسے لطیف یعنی مہربانی کرنے والا بنا دیتی ہے اور میم اُسے مخلوق کا بادشاہ بنا دیتی ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث بیان کی گئی ہے جس سے عالم کی فضیلت عابد پر بیان کی گئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کے دن لوگوں کا حساب شروع ہوگا تو چار آدمیوں کو بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت کے دروازے پر لایا جائیگا اور وہ چار یہ ہیں۔ (۱) عالم باعمل (۲) وہ حاجی جس نے اپنا حج اللہ کے احکام کے مطابق بغیر کسی فساد اور جھگڑا اور گالی گلوج کے ساتھ ادا کیا ہوگا۔ (۳) میدان جنگ میں شہید ہونے والا (۴) وہ سخی جس نے حلال ذرائع سے مال کمایا اور بغیر نمود ونمائش اور ریا کے اللہ کے راستے میں خرچ کیا۔ تو جب اُن چاروں کو جنت میں داخل ہونے کا حکم ہوگا تو آپس میں اس بات پر جھگڑنے لگیں گے کہ پہلے جنت میں کون داخل ہو تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل کو ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے بھیجے گا جبرئیل امیں وہاں حاضر ہوں گے اور سب سے پہلے شہید سے پوچھیں گے کہ تم کس عمل کی وجہ سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونا چاہتے ہو تو وہ فوراً جواب دیگا کہ میں نے اللہ کے دین اور حق کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے کفار سے جنگ کی، اپنے خونِ نایاب کا آخری قطرہ تک بہا دیا اور جام شہادت نوش کیا، میرا مقصد اللہ کو راضی کرنا تھا اسی لئے میں جنت میں پہلے داخل ہونے کا زیادہ حق رکھتا ہوں۔ تو جبرئیل امیں اس سے پوچھیں گے تجھے کس نے بتایا کہ شہید بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا۔ تو وہ جواب دیگا کہ یہ بات مجھے ایک عالم نے بتائی تھی۔ اسی طرح حاجی اور سخی سے سوال پوچھے جائیں گے اور وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ ان اعمال کی اہمیت ہمیں علماء نے بتائی تھی۔ تو جبرئیل امیں فرمائیں گے کہ وہ عالم تمہارا استاذ

ہے؟ اور استاذ کا ادب ملحوظ خاطر رکھو تو عالم فوراً اپکار اٹھیگا اور عرض کریگا کہ اے اللہ میں نے یہ علم اُس سخی کی سخاوت اور احسان کے سبب ہی حاصل کیا تھا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا، اس عالم نے سچ کہا تو جنت کے محافظ کو حکم ہوگا کہ وہ جنت کا دروازہ کھول دے تاکہ سب سے پہلے سخی اس میں داخل ہو اسکے بعد تمام کو یکے بادیگرے جنت میں داخل ہونے کا حکم ہوگا۔ (مشکوٰۃ الانوار)

اور حضرت ابی امامہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اللہ نے وحی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ **اَنَا عَلِيْمٌ وَاَحِبُّ عَلِيْمًا** کہ میں علیم ہوں اور علیم ہی کو پسند کرتا ہوں۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن علماء کی روشنائی کا وزن شہداء کے خون سے زیادہ ہوگا اور وہ خون سے بھاری ہوگا اور آپ نے نصیحت کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا:- یا تو عالم بنو یا متعلم یا علمی باتیں سُننے والے اور ان کے علاوہ چوتھا نہ بنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

حضور ﷺ سے یہ بھی پوچھا گیا کہ اعمال میں سے کون سا عمل افضل ہے؟ تو آپنے فرمایا کہ اللہ کی معرفت حاصل کرنا کیوں کہ عمل اور معارفت کے ساتھ تھوڑا علم بھی نفع بخش ہوتا ہے۔ اور جہالت کے ساتھ کثیر عمل بھی نفع بخش نہیں ہوتا ہے۔ تو ان تمام آثار و احادیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ علم کا مرتبہ عبادت سے کہیں برتر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جس کسی نے علم حاصل کیا اسکے مطابق عمل بھی کرے ورنہ وہ علم اسکے لئے نفع کا باعث نہیں ہوگا اور ایک عالم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپنے یہ بھی فرمایا کہ عالم کی زیارت کرنا بھی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے آسمان اور زمین کی تمام اشیاء زمین پر رینگ کر چلنے والی چیونٹیاں اور سمندر کی اتھاہ گہرائی میں رہنے والی مچھلیاں لوگوں کو تعلیم دینے والے

کے لئے بخشش کی دعا کرتی رہتی ہیں۔ کتنا بلند بخت ہے وہ شخص جو محض اللہ کی رضا کے لئے علم حاصل کرتا ہے اور لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔

{عالم سے شیطان کا ڈرنا}

روایت کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ مسجد کے دروازے پر تشریف لائے، وہاں شیطان کو حیران کھڑا پایا آپ نے اس سے پوچھا کہ تیرے یہاں کھڑا رہنے کا کیا مقصد ہے تو اس نے جواب دیا کہ میں مسجد میں داخل ہو کر اُس نمازی کی نماز میں خلل ڈال کر اُسے اجر سے محروم کرنا چاہتا ہوں لیکن اُس کے پاس جو آدمی سو رہا ہے اس سے ڈرتا ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ آدمی جو اللہ کی عبادت کر رہا ہے وہ نماز میں مشغول ہے اور اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے تو اس سے کیوں نہیں ڈرتا ہے اور غفلت میں سونے والے سے کیوں ڈرتا ہے؟ کیوں اتنا خوف زدہ ہوتا ہے؟ تو شیطان نے جواب دیا کہ نمازی جاہل ہے اُس کی نماز میں خلل ڈال کر اُسے اجر سے محروم کرنا آسان ہے جبکہ سونے والا عالم ہے اور جب میں اس نمازی کو نماز کے ارکان سے غافل کر کے اس کی نماز کو ضائع کر دونگا تو یہ سونے والا بیدار ہو کر جلدی جلدی اسے بتا کر اس کی نماز کو درست کرا دیگا اسلئے میں اُس سے خوف زدہ ہوں، اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عالم کی نیند بھی جاہل کی عبادت سے بہتر ہے۔

{علم کو یاد رکھنے کا وظیفہ}

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنا علم یاد رکھنا چاہتا ہے وہ ان پانچ اعمال پر ہمیشگی اختیار کرے:-

[۱] نصف رات کے بعد نماز تہجد ادا کرے اگرچہ دو رکعت ہی کیوں نہ ہو

[۲] ہمیشہ باوضو رہے

[۳] ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرتا رہے۔

[۴] کھانا اسکے لئے کھائے کہ اللہ کی عبادت کرنے کے لئے اُسے قوت حاصل ہو جائے نہ کہ خواہشات نفس کو پورا کرنے کے لئے۔

[۵] وہ ہمیشہ مسواک کرتا رہے۔ (درۃ الناصحین)

علماء کی زیارت کی فضیلت

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے علماء کی زیارت کرنے والوں کے لئے اپنے عرش کے نیچے ایک شہر پیدا فرما رکھا ہے جسکے دروازے پر یہ لکھا ہوا ہے کہ جس نے علماء کی زیارت کی وہ ایسا ہی ہوگا گویا کہ اسنے انبیاء کرام کی زیارت کا شرف حاصل کر لیا، اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا:-

جُلُوْسُ سَاعَةٍ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادَةِ اَلْفِ سَنَةٍ

کہ علماء کی خدمت میں ایک گھڑی بیٹھنا اللہ کے نزدیک ایک ہزار سال کی عبادت سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

{عالم کی محفل میں بیٹھنے کا اجر}

حضرت محمد ﷺ سے روایت ہے کہ اللہ نے اپنے عرش کے نیچے ایک نور کا شہر پیدا فرمایا ہے جو اس دنیا سے دس گُنا بڑا ہے، اُس میں موتیوں، یاقوت، زبرجد مرجان اور لولو کے ایک ہزار درخت لگے ہوئے ہیں، روز قیامت اُن درختوں کے پتے اور

پھول کھلے ہوئے ہوں گے۔ اللہ کی طرف سے ایک منادی ندا کریگا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو پانچ وقت کی باجماعت نماز ادا کرتے رہے، عالم کی محفل میں شریک ہوتے رہے وہ آج آگے بڑھیں اور درختوں کے ٹھنڈے سائے میں بیٹھ جائیں تو باجماعت نماز ادا کرنے والے اور عالم کی محفل میں بیٹھنے والے آگے بڑھ کر اُن درختوں کے نیچے بیٹھ جائیں گے۔ اُن کی مہمان نوازی کے لئے اُن کے سامنے ایک نور کا دسترخوان بچھا دیا جائیگا جس پر ان کی ہر مطلوب چیز موجود ہوگی جس سے اُن کی آنکھیں سرور اور ٹھنڈی ہونگی پھر انہیں کہا جائے کہ دسترخوان پر پڑی ہوئی تمام چیزیں تمہاری ہیں اور تم ان سے لطف اُٹھاؤ اور اِنہیں خوب سیر ہو کر کے کھاؤ۔ (مکاشفۃ الاسرار)

{عالم کی تعزیت کا ثواب اور اُس کی توہین کی سزا}

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو مومن کسی عالم کی موت کی وجہ سے غمزدہ ہوتا ہے اور وہ پریشان ہوجاتا ہے تو اسے ہزار علماء اور ہزار شہداء کا ثواب عطا کیا جاتا ہے کیونکہ حضور علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ **مَوْتُ العَالِمِ مَوْتُ الْعَالَم** کہ ایک عالم کی موت پورے جہان کی موت ہے۔ اور کواشی میں ہے کہ جو آدمی کسی اہل علم کو گالی دے اور بکواس کرے وہ دائرہ ایمان سے خارج۔ امام محمد اور فقہاء کے نزدیک ایسے گستاخ کی عورت کو طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے فتوئے بدیع الدین میں یہی لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ عنقریب میری امت پر ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں علماء اور فقہاء سے نفرت کریں گے اور اُن سے دور بھاگیں گے تو ان کو تین آزمائشوں میں مبتلا کر دیا جائے گا۔

[۱] اُن کی کمائی سے برکت اُٹھالی جائے گی

[۲] اُن پر ظالم حکمران مقرر کر دئے جائیں گے

[۳] وہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت ایمان سے محروم ہوں گے۔

{ بنو آدم کی آٹھ صفات }

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اولاد آدم کی آٹھ صفات ہیں جو انہیں کے ساتھ خاص ہیں، اِن میں سے چار جنت کے لئے خاص ہیں:-

[۱] اُن کے چہرے بڑے ہی خوبصورت ہوں گے۔

[۲] اُن کی زبان بڑی ہی شُشتہ اور فصیح ہوگی

[۳] وہ از حد پرہیزگار ہوں گے۔

[۴] وہ از حد سخی ہوں گے۔

اور چار دوزخیوں کے لئے مختص ہیں:-

[۱] اُن کا چہرہ سکڑا ہوا ہوتا ہے۔

[۲] ان کی زبان بڑی گندی اور غلیظ ہوتی ہے۔

[۳] وہ سخت دل ہوتے ہیں۔

[۴] وہ از حد بخیل ہوتے ہیں

حضور ﷺ نے جو فرمایا وہ سچ ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں سے محتاط رہا کرو:-

[۱] غافل علماء سے

[۲] دھوکہ باز فقراء سے

[۳] جاہل صوفیاء سے

اور آپ نے فرمایا کہ دنیا کا قیام چار چیزوں سے ہے۔

[۱] علماء کے علم سے

[۲] حکماء کے عدل سے

[۳] اغنیاء کی سخاوت سے

[۴] فقراء کی دعاء سے۔

اگر علماء کا علم نہ ہوتا تو جاہل ہلاک ہو جاتے۔ اگر اغنیاء کی سخاوت نہ ہوتی تو فقراء برباد ہو جاتے اور اگر فقراء کی دعا نہ ہوتو اغنیاء تباہ ہو جاتے اور عدل نہ ہوتا تو لوگ ایک دوسرے کو اس طرح کھا جاتے جیسے بھیڑیا بکری کو کھا جاتا ہے۔

طلباء پر خرچ کرنے اور نماز ادا کرنے کی فضیلت

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس آدمی نے طالب علم پر ایک درہم خرچ کیا تو اس کو اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنے کے برابر اجر عطا کیا جائیگا اور جس نے چالیس دن تک مسلسل نماز باجماعت ادا کی اُس سے کوئی رکعت بھی فوت نہ ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ اسکی خناق سے برأت لکھ دیتا ہے اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا کہ جس شخص نے صبح کی نماز ادا کی اور وہیں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت الفردوس میں سونے اور چاندی سے جڑے ہوئے ستر محل عطا فرمائے گا اور آپ نے نماز کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے ایک مثال پیش فرمائی اور آپ نے صحابۂ کرام کو نماز کی اہمیت کا احساس دلایا اور فرمایا کہ نماز کی مثل اسی طرح ہے جس طرح تم میں سے کسی آدمی کے گھر کے سامنے پانی کی نہریں رواں دواں اور وہ اس میں دن میں پانچ دفعہ غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر میل کچیل کا کوئی نشان باقی رہ جائیگا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ انہیں آپنے فرمایا کہ جو آدمی ہر روز پانچ وقت کی نماز ادا کرتا ہے تو وہ اس کو گناہوں سے اسی طرح پاک کر دیتی ہے جس طرح کہ نہر کا پانی ظاہر جسم سے میل کچیل مٹا دیتا ہے اور نمازی تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا

ہے۔ (مسلم شریف-ضیاء الواعظین)

قارئین حضرات! آج کی اس برق رفتار اور چکا چوندھ دنیا میں علم کی ضرورت وافادیت سے کوئی بھی انسان انکار نہیں کر سکتا کیونکہ ہر عامی و عالم اور جاہل و دانا پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ترقی کی منزل کی سب سے پہلی کڑی اور سب سے پہلا زینہ تعلیم ہی ہے۔ بلاشبہ یہ علم ہی کی دولت ہے جس سے زندگی گزارنے کا سلیقہ، جینے کا ڈھنگ، تہذیب و تمدن کی سمجھ، اصابت رائے، بلندیٔ فکر رفعت پرواز، دل نوازی سخن، حسن اخلاق، حقوق و فرائض کی رعایت، انسانی و ہمدردی کی لگن اور اخوت و محبت کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔

اے میری قوم تجھے عظمت رفتاء کی قسم
تجھ میں احساس کے جزباتِ شکستہ کی قسم
اپنی تاریخ کو جو قوم بھلا دیتی ہے
صفحۂ دہر سے وہ خود کو مٹا دیتی ہے

قارئین کرام! آج دنیا پورے یوروپ و امریکہ کی حیرت انگیز ترقیوں کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں ہر چہار جانب اُنکی حکمت و دانائی کے چرچے ہیں ہر طرف ان کی دانشمندی کا شعور ہے ہر محفل میں انکے علم و ہنر کا تذکرہ **کیوں**؟ اسلئے کہ وہ لوگ نئی نئی چیزوں کے موجد ہیں۔ آج اگر دریافت کیا جائے کہ اے فور، ایٹم بم اور مزائل کے موجد کون ہیں تو جواب ہوگا امریکہ۔ اگر پوچھا جائے کہ دنیا کو ٹیوب لائٹ اور بلب کی روشنی سے کس نے منور کیا؟ تو جواب ہوگا اہل یوروپ نے، اگر سوال کیا جائے کہ فضاؤں کا سینہ چیرنے والے ہوائی جہاز اور راکٹ سے دنیا کو کس نے آشنا کیا؟ تو جواب دیا جائیگا کہ مغربی ممالک کے ذہین افراد نے۔

اگر پوچھا جائے کہ چاند پر کمند ڈالنے والے کون ہیں؟ مریخوں کو مسخر کرنے

والے کون ہیں تو جواب ہوگا یوروپین لوگوں نے۔ اگر ریڈیو ٹرانزسٹر، ٹی وی، ٹیلی فون اور موبائل جیسی محیّر العقول جیسے اشیاء کے موجد کے بارے میں سوال کیا جائے تو یوروپین برادری ہی کا نام لیا جائیگا۔ **لیکن!**

میرے بزرگو اور ساتھیوں! اگر یہ سوال کیا جائے کہ ان سے سب چیزوں کا ابتدائی تصور کہاں سے آیا؟ موجدین و ماہرین کے ذہن میں یہ باتیں پیدا کس طرح ہوئیں؟ انہیں عقل وخرد کی بند گرہیں کھولنے کی تدابیر کہاں سے دستیاب ہوئیں، فکر وشعور کو جلا کہاں سے ملی تو اِن سب سوالوں کا جواب اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ یہ سب صدقہ ہے محمدِ عربی ﷺ کا۔ یہ سب نوازش ہے مذہب اسلام کی، یہ سب عطیہ ہے قرآن کا۔ عنایت ہے حدیث پاک کی، قرآن کریم مسلمان کی مذہبی کتاب اور ساری دنیا کے لئے نسخۂ کیمیا ہے جیسا کہ اس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے جیسا کہ ارشاد باریٔ تعالیٰ ہے۔

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (الانعام آیۃ ۵۸)

اور نہ کوئی تر اور خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا ہے۔ (کنزالایمان)

جب خداوند قدوس نے یہ فرمادیا کہ قرآن پاک میں ہر چیز کا ذکر ہے تو ہمارا ایمان واعتقاد کہتا ہے کہ یقیناً اس کے اندر سب کچھ موجود ہے اور یہ بات ہماری علمی وذہنی کوتاہیوں کی وجہ سے ہماری رسائی وہاں تک نہ ہو پائی لہٰذا اس کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن میں یہ چیزیں نہیں ہیں ؎

جو شوق دیداوری ہو تو دیکھنے والو
نقاب سے جو چھن جائے وہ نظر نہ لاؤ

معزز قارئین! اہل یورپ جو آج فخر یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ یہ ساری چیزیں ہماری پیداوار ہیں ہمارے ہی ذہن کی جولانیت اور ہمارے ہی فکری کروکاوش کا

نتیجہ ہے۔ ہم ہی ان کے اصل الاصول ہیں، یہ سب محض فریب اور دھوکہ ہے میڈیائی پروپگنڈہ اور اپنی سرخروئی کا اظہار ہے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ سائنس کی ان حیرت انگیز ترقیوں کا خمیر ہمارے مذہب میں ہے۔ بنیاد اسلام ہے اور اساس قرآن ہے۔

ہاں اس حقیقت کے اعتراف سے انکار نہیں کہ قوم مسلم نے قرآن کے اسرار و رموز کما حقہ غور وفکر نہیں کیا جس کی وجہ سے ان کے پاس ہوتے ہوئے بھی کچھ نہ کر سکے، اس کے برعکس مغربی ممالک کے بیدار مغض افراد قرآن و حدیث کا گہرائی سے مطالعہ کر کے ان میں غور وفکر سے کام لے کر زمانے کے ذہنوں پر چھا گئے۔ اور دنیا کی حیرت واستعجاب کے بحر پیکراں میں ڈبکیاں لگانے پر مجبور کر دیا۔

ہمارے خزانوں سے ہمارے حریف فائدہ اٹھاتے رہے اور ہم بت بنے تماشہ دیکھتے رہے۔ ہماری دولت سے دوسرے مالدار ہو گئے اور ہم مفلس وکنگال ہو گئے۔ یہ ہے قوم مسلم کا المیہ۔

ابھی سے کیوں چھلکتے ہیں تمہاری آنکھ سے آنسو
ابھی چھیڑی کہاں ہے داستان درد دل ہم نے

حضرات یہ وہ تلخ حقائق ہیں جو غیر اپنوں کے گلوں سے بامشکل اترتے ہیں مگر حقیقت یہی ہے جو میں آپکے سامنے بیان کر رہا ہوں، اگر آپکو میری اس گفتگو میں مبالغہ نظر آتا ہے تو مغرب کی مشہور ومعروف یونیورسٹیز، آکسفورڈ (Oxford) اور کیمبرج (Cambridge) کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جس وقت آکسفورڈ اور کیمبرج کی بنیاد رکھی جا رہی تھی تو اس وقت مسلمانوں کی درسگاہوں سے ہر طرح کے علم کی شعائیں پھوٹ رہی تھیں اُندلس یا اسپین جہاں کئی سالوں تک مسلمانوں کی حکومت رہی اور قرطبہ کی عظیم الشان درسگاہیں پوری دنیا میں علمی مرکز کی حیثیت رکھتی تھیں، مغربی ممالک نے اُن درسگاہوں میں اپنے طلباء

کی کھیپ بھیج کر انہیں فکر وشعور کا خوگر بنا دیا اور وہاں سے اساتذہ کی بھیک مانگ کر اپنی درسگاہوں کو مزین وآراستہ کیا۔ سقراط وافلاطون کا فلسفہ، بوعلی کی منطق، لقمان کی حکمت اور جالینوس کی طبابت پہلے عربی میں منتقل ہوئی تب کہیں جا کر کے انگیزی میں ٹرانسلیٹ (Translate) ہوئی۔ یہ ہماری قوم کا تابناک ماضی۔

وہ داستاں جو امانت ہے دل کے داغوں میں
کہوں تو چاند ستاروں کو نیند آجائے

مغربی ممالک جو آج اپنی ترقی وعروج پر نازاں ہے وہ لازمی تعلیم کا قانون انیسویں صدی میں نافض کرتے ہیں جس کو پیغمبر اسلام نے ساتویں صدی یعنی آج کل نام ونہاد مہذب دنیا سے بارہ سو سال پیشتر عمومی تعلیم کا تصور نہ صرف پیش کیا بلکہ اُسے عملی جامہ پہنا کر دنیائے انسانیت کو زندگی کا سلیقہ اور تہذیب وتمدن کا شعور عطا کیا۔ ثبوت کے طور پر اتنا بیان کر دینا کافی ہوگا کہ انگلستان میں جبری تعلیم (Compulsory Education) کا قانون ۱۸۷۰ء میں پاس ہوا۔ اب آپ خود ہی غور کریں کہ ۶۲۴ء جو معرکہ بدر کی تاریخ ہے اور ۱۸۷۰ء جو انگلستان میں عمومی و جبری تعلیم کا زمانہ ہے دونوں میں کتنا طویل فاصلہ ہے؟

ایک اور تاریخی واقعہ سماعت کیجئے کہ ہالینڈ کا مشہور مؤرّخ ڈوزی جس نے اسپین میں مسلمانوں کی حکومت کی تاریخ لکھی ہے، وہ لکھتا ہے کہ ''معمولی کاشتکار اور عام انسان بھی اسپین میں مسلمانوں کی حکومت کے زمانے میں لکھنے پڑھنے سے اچھی طرح واقف تھا جبکہ اُس دور میں پادریوں کو چھوڑ کر بادشاہ اور امراء بھی لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ اسی طرح ایک سیاہ نے اُسی دور میں اسپین کا سفر کیا تھا، لکھتا ہے کہ لوگوں میں ادب کا ایسا عام ذوق تھا کہ ایک معمولی کاشتکار کو بھی اگر کوئی مصرعہ

طرح دیا جاتا تو وہ فوراً اُس پر گرہ لگا کر ایک روح پرور شعر بنا دیتا تھا۔''

{تعلیم اسلام کی نظر میں}

قارئین حضرات! ہمیں یہ دیکھ کر کافی افسوس ہوتا ہے کہ آخر اس عظیم دولت کے حصول میں یہ قوم اتنا پیچھے کیوں ہے؟ حالانکہ مذہبی اعتبار سے تعلیم کی جتنی اہمیت مذہب اسلام میں ہے اس سے زیادہ تو بہت دور کی بات ہے، اس کا دسواں حصہ بھی کسی دوسرے مذہب میں نہیں، کیا آپنے بارئی تعالیٰ کا قول جو تعلیم کی اہمیت پر قرآن میں موجود ہے نہیں سُنا یعنی ''تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان'' اور اللہ نے ارشاد فرمایا:-

وَالَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ (سورۃ مجادلہ آیت ۱۱)

اور اُن کے جن کو علم دیا گیا، درجے بلند فرمائیگا۔ (کنزالایمان)

آپ ﷺ کی حدیث پاک ہے؛

قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ اُطۡلُبُ الۡعِلۡمَ مِنَ الۡمَهۡدِ اِلَى اللَّحۡدِ۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علم حاصل کرو ماں کی گود سے لے کر قبر میں جانے تک۔

قَالَ عَلَيۡهِ الصَّلاةُ وَالتَّسۡلِيۡمُ اُطۡلُبُ الۡعِلۡمَ وَلَوۡ كَانَ بِالصِّيۡنِ۔

آپ نے یہ بھی فرمایا علم حاصل کرو اگرچہ چین تک جانا پڑے۔

{علم کی برکتیں}

فقیہ ابولیث ثمرقندی نے فرمایا کہ عالم کی صحبت میں حاضر ہونے میں سات فائدے ہیں خواہ اُس سے علم حاصل کرے یا نہ کرے۔

[۱] یہ کہ وہ شخص طالب علم کے زمرے میں شمار کیا جاتا ہے اور ان کا ثواب پاتا ہے۔

[۲] یہ کہ جب اُس محفل میں بیٹھا رہیگا، گناہوں سے بچا رہے گا۔

[۳] یہ کہ جس وقت یہ اپنے گھر سے طلب علم کی نیت سے نکلتا ہے ہر قدم پہ نیکی پاتا ہے۔

[۴] یہ کہ علم کے حلقہ میں رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے۔جس میں یہ بھی شریک ہو جاتا ہے۔

[۵] یہ کہ علم کا ذکر سنتا ہے جو کہ عبادت ہے۔

[۶] وہاں جب کوئی مشکل مسئلہ بنتا ہے تو اس کی سمجھ میں نہیں آتا اور اس کا دل تنگ ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک منکر القلوب میں شمار کیا جاتا ہے۔

[۷] اسکے دل میں علم کی عزت اور جہالت سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔

سات بڑے پیغمبروں کو علم کی وجہ سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہوئے ہیں

[۱] حضرت آدم علیہ السلام کو انکے علم کی وجہ سے اللہ نے فرشتوں کو سجدۂ تعظیمی کرنے کا حکم فرمایا۔

[۲] حضرت خضر علیہ السلام کو علم کی برکت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

[۳] حضرت یوسف علیہ السلام کو علم کی عظمت نے قید خانہ سے نکال کر تخت شاہی سے سرفراز کیا۔

[۴] حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم کی برتری نے بلقیس جیسی حسین وجمیل اور صاحب تخت وتاج بیوی عطا کی۔

[۵] حضرت داؤد علیہ السلام کو علم نے بادشاہی دی۔

[۶] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علم نے ان کی ماں سے تہمت دور کرائی۔

[۷] حضور پرنور سرکار دوعالم ﷺ کی مبارک پیشانی پر خلافت الٰہیہ اور شفاعت کبریٰ کا سہرا باندھا گیا۔(تلخیص تفسیر کبیر، تفسیر عزیزی بحوالہ تفسیر نعیمی)

قارئین کرام!

اس میں کوئی دورائے نہیں کہ مسلمانوں نے اس حقیقت کو سب سے پہلے سمجھا اور علم کے دامن سے وابستہ ہوگئے۔ جبکہ وابستہ رہے روز بروز شاہراہ ترقی پر گامزن ہوتے چلے گئے یہاں تک کے ساری دنیا کی امامت وسیادت اور قیادت ورہنمائی اُن کے ہاتھوں میں آگئی، مشرق ومغرب وشمال جنوب کے ہر خطۂ زمین پر مسلمانوں کی شوکت علم کا پرچم لہرانے لگا اور دنیا کی تمام قوموں پر اس کے علمی جاہ وجلال اور قابل افتخار کارناموں کی دھاک بیٹھ گئی مگر ذرا وقت کی بیرنگی اور حالات کی ستم ظریفی دیکھئے کہ آج مسلمان ہی علوم وفنون کے میدان میں دنیا کی تمام قوموں سے پیچھے ہیں۔

یہ بات آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ اسلام دنیا وآخرت ہر جگہ کامیابی و کامرانی کا ضامن ہے۔ انسان کے پیدا ہوتے ہی اس دنیا سے اس کا سابقہ پڑتا ہے اسلئے زندگی گزارنے میں دنیوی حالات ومعمولات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے دنیا سے صرف نظر کر کے گوشہ آفیت اختیار لینا، لوگوں سے ترک تعلق کر کے جنگل بیابان کو اپنا مسکن بنا لینا عام انسانوں سے منھ موڑ کر ویرانے میں سکونت اختیار کر

لینا اسلام کے نظریہ علم وحکمت اور فلسفۂ سیادت کے قیادت کے منافی ہیں۔

انسان خواہ روحانیت کے کتنے ہی بلند و بالا منصب پر کیوں نہ فائز ہو جائے لیکن بھوک و پیاس اور جنسی تقاضے کسی نہ کسی صورت میں ضرور اس کے پاس رہتے ہیں۔ اس لئے کہ قرآن مجید میں بندۂ مومن کو اس دعا کی تلقین کی گئی ہے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (البقرہ آیت ۲۰۱)

ترجمہ: اے رب ہمارے لئے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے۔ (کنزالایمان)

یعنی اسلام اپنے متبعین کی دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی چاہتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام میں اپنی باہمی اخوت ومحبت بھائی چارگی برادری اور حقوق وفرائض کی ادائیگی اور رعایت پر کافی زور دیا ہے نیز معاشرہ کی تشکیل وتعمیر پر اپنی بھرپور توجہ مبذول کرتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ معاشرہ کی تعمیر وترقی اور تشکیل وتنظیم اسی وقت ممکن ہوسکتی ہے جبکہ ہم معاشرتی زبان وادب اور علوم وفنون سے واقف ہوں۔

خالص دینی اور مذہبی تعلیم کے علاوہ دوسرے علوم کے سیکھنے اور سکھانے کی ترغیب خود حدیث شریف میں موجود ہے۔ خود نبیٔ کریم ﷺ نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سریانی وعبرانی زبانیں سکھانے کی ترغیب کی اور صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اُن میں یہ مہارت بھی حاصل کی۔ آپ ﷺ کے اُس فرمان عالیشان اور عمل مبارک سے اگر یہ نتیجہ کیا جائے تو میرے خیال سے غلط نہ ہوگا کہ سریانی اور عبرانی اس وقت کی ضرورت تھیں اور اردو وانگریزی زبان وادب میں مہارت حاصل کرنا اس دور کی ضرورت ہے، آج معاندین اسلام

ان زبانوں میں کیسی کیسی ہرزہ سرائی کر رہے ہیں اور کیسے کیسے بیہودہ انداز میں مسلمانانِ اسلام کو طعن وتشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔ اور کیسے کیسے گھنونے روپ میں پروپیگنڈا کر کے لوگوں کے دل ودماغ کو مشکوک کرنے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں۔ اس طرف اشارہ کرنے کی ضرورت نہیں لہٰذا ان زبانوں کو سیکھنے میں فی نفسہ کوئی قباحت وسرائی نہیں ہے بلکہ نیت اگر محمود ہو تو ان زبانوں پر بھی ثواب مل سکتا ہے کیوں کہ اسلام کی تو یہ آواز ہے۔ (خطبات اسلام)

"اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ"

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیری بحر کی موجوں اضطراب نہیں

معزز قارئین کرام: اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ علم کی ضرورت وآفادیت ہر دور و ہر زمانے میں مسلم رہی ہے مگر عصر حاضر میں اس طرف کچھ زیادہ ہی باریک نظری دور اندیشی اور تدبیر وتفکر سے قدم بڑھانے کی ضرورت ہے کیونکہ گزشتہ زمانوں میں اور موجودہ دور میں کافی فرق ہے۔ پہلے مخالفین کا انداز کچھ اور تھا اور اب کچھ اور ہے۔ پہلے اگر دشمن کو زیر کرنا ہوتا تھا تو میدان جنگ کا سہارا لیا جاتا تھا، معرکہ آرائی کی جاتی تھی کشت وخون کا بازار گرم کیا جاتا تھا، مدمقابل کی زبان اپنانے پر مجبور کیا جاتا تھا، مقابل کی تہذیب وتمدن پامال کر کے اپنی تہذیب میں ڈھلنے پر زور دیا جاتا تھا مگر اب حالات یکسر بدل چکے ہیں جنگ کا نقشہ تبدیل ہو چکا ہے میدان کارزار منتقل ہو چکا ہے۔ لوگوں کو اپنا یرغمال بنانے کا طریقہ ایک نیا رخ اختیار کر چکا ہے۔ آلات حرب وضرب بدل چکے ہیں اب دشمن کو قلم کی تلوار سے گھائل کیا جا رہا ہے، مدمقابل پر حملہ اپنے کلچر کے فروغ، میڈیا کے اثرات، ذرائع

ابلاغ کی فراوانی نظام تعلیم کی وسعت اور افکار نظریات کی ترویج و اشاعت سے کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا اُس نازک اور خطرناک دور میں قوم مسلم کو بھی بیدار ہو کر دشمن کی ہر چال پر بڑی گہرائی اور باریکی کے ساتھ نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ دشمنانِ اسلام کی چالوں کو بے اثر انکی تدابیر کو بے سود اور انکے ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے کیلئے جدید علوم کے اور جدید آلات سے مسلح ہونا پڑیگا، تبھی اسلام کی خدمت اور حفاظت ہوسکتی ہے۔ مخالفین کی یلغار سے بچا جا سکتا۔ اور معاندین کی ریشہ روانیوں کی نقاب کشائی کی جا سکتی ہے۔ ورنہ ہم کسی بھی طرح دشمن اسلام کے ناپاک حملوں اور شرمناک عزائم سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

بڑا مہیب ہے راہ عمل کا سناّٹا
فراز اب تو ارادا بھی آہنی ڈھونڈو

ہم کو بننا ہے نشان راہ منزل دوستو
ہم اگر بھٹکے تو کتنے کارواں گھر جائیں گے

وما عَلَيْنَا الا البلاغ السلام عَلیٰ مَنِ التبعَ الھدیٰ

علماءِ دین و علم دین کی توہین کے بارے میں سوال و جواب

سوال:- کچھ لوگ کہتے ہیں ''میں علمِ دین کیوں حاصل کروں؟'' یہ کہنا کیسا ہے؟

جواب:- علمِ دین کو گھٹیا جانتے ہوئے ایسا کہنا کفر ہے۔ حضرت ملّا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے کہا ''میں کیوں علم سیکھوں؟ یہ کفریہ قول ہے جب کہ کہنے والے نے علم کو حقیر سمجھا یا اس نے اعتقاد کیا کہ اُسے علم کی کوئی حاجت نہیں۔ (منع الروض، صفحہ ۴۷۲) یہاں ''علم'' سے مراد علم دین ہے۔ جو لوگ علم دین کو اہمیت نہیں دیتے اُن کے لئے اس میں عبرت ہی عبرت ہے۔

کون کون سے مسائل کس کس پر سیکھنا فرض ہے؟

قارئین کریم! افسوس! کہ آج کل صرف و صرف لوگ دنیاوی علوم ہی کی طرف ہماری اکثریت کا رجحان ہے، علم دین کی طرف بہت کم ہی لوگ راغب ہیں۔ حدیث پاک میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ یعنی علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

(سنن ابن ماجہ، جلد ۱، صفحہ ۱۴۶)

اس حدیث پاک کی طرف میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے جو کچھ فرمایا اس کا آسان لفظوں میں مختصر خلاصہ عرض کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

سب میں اوّلین واہم ترین فرض یہ ہے کہ بنیادی عقائد کا علم حاصل کرے جس سے آدمی صحیح العقیدہ سنّی بنتا ہے اور جن سے انکار ومخالفت سے کافر یا گمراہ ہوجاتا ہے، اس کے بعد مسائل نماز یعنی اس کے فرائض وشرائط ومفسدات (نماز توڑنے والی چیزیں) سیکھے تاکہ نماز صحیح طور پر ادا کر سکے۔ پھر جب رمضان المبارک کی تشریف آوری ہوئی تو روزوں کے مسائل، مالک نصاب نامی (یعنی حقیقۃ یا حکماً بڑھنے والے مال کے نصاب کا مالک) ہو جائے تو زکوٰۃ کے مسائل، صاحب استطاعت ہوتو مسائل حج، نکاح کرنا چاہے تو اس کے ضروری مسائل، تاجر ہوتو خرید وفروخت کے مسائل، مزارع یعنی کاشتکار (اور زمیندار) کھیتی باڑی کے مسائل، ملازم بننے اور ملازم رکھنے والے پر اجارہ کے مسائل وعلیٰ ہذہ القیاس، یعنی اس پر قیاس کرتے ہوئے ہر مسلمان عاقل وبالغ مرد وعورت پر اس کی موجودہ حالت کے مطابق مسئلے سیکھنا فرض عین ہے، اسی طرح ہر ایک کے لئے مسائل حلال وحرام بھی سیکھنا فرض ہے۔ نیز مسائل قلب (باطنی مسائل) یعنی فرائض قلبیہ (باطنی فرائض) مثلاً عاجزی واخلاص اور توکّل وغیرہا اور اُن کو حاصل کرنے کا طریقہ اور باطنی گناہ مثلاً تکبر، ریاکاری، حسد وغیرہا اور اُن کا علاج سیکھنا ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۳، صفحہ ۶۲۳ - ۶۲۴)

عید کا چاند نکالنا تو مولویوں کا کام ہے، کہنا کیسا ہے؟

سوال:- بعض لوگ کہتے ہیں کہ عید کا چاند یا رمضان المبارک کا چاند نکالنا تو ملّا، مولویوں کا کام ہے" کیا ایسا کہنا جائز ہے؟

جواب:- اس جملے میں علماء کی توہین کا پہلو بھی ہے، اگر واقعی توہین کے طور پر کہا تو کفر ہے۔

علماء کی توہین کے حیا سوز انداز

آج کل بعض حضرات بات بات پر علماء کرام کے بارے میں توہین آمیز کلمات بک دیا کرتے ہیں، مثلاً کہتے ہیں بھئی! ذرا بچ کر رہنا 'علامہ صاحب' سے۔ علماء لالچی ہوتے ہیں، ہم سے جلتے ہیں، ہماری وجہ سے ان کا کوئی بھاؤ نہیں پوچھتا۔ چھوڑو چھوڑو یہ تو مولوی ہے۔ (معاذ اللہ عالموں کو بعض لوگ حقارت سے کہہ دیتے ہیں) یہ ملا لوگ، علماء نے (معاذ اللہ) سنیت کا کوئی کام نہیں کیا۔ (بعض اوقات مبلّغ کا بیان سن کر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہہ دیا جاتا ہے کہ فلاں کا انداز مولویوں والا ہے وغیرہ وغیرہ۔

علماء دین کی توہین کب کفر ہے اور کب نہیں؟

عالم کی توہین کی تین صورتیں ہیں اور ان کے بارے میں حکم شرعی بیان کرتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱، صفحہ ۱۲۹ پر

(۱) اگر عالم دین کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کفر ہے۔

(۲) اگر بوجہ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت (یعنی دشمنی) کے باعث برا کہتا ہے، گالی دیتا (ہے اور) تحقیر کرتا ہے تو وہ شخص سخت فاسق

وفاجر ہے اور

(۳) اگر بے سبب (یعنی بلا وجہ) رنج (بغض) رکھتا ہے تو مریض القلب وخبیث الباطن (یعنی دل کا مریض اور ناپاک باطن والا ہے) اور اگر اس (یعنی خوامخواہ بغض رکھنے والے) کے کفر کا اندیشہ ہے "خلاصہ" میں ہے۔ مَنْ اَبْغَضَ عَالِمًا مِّنْ غَيْرِ سَبَبٍ ظَاهِرٍ خِيْفَ عَلَيْهِ الْكُفْرُ یعنی جو بلا کسی ظاہری وجہ سے عالم دین سے بغض رکھے اس پر کفر کا خوف ہے۔

(خلاصۃ الفتاوی، جلد ۴، صفحہ ۳۸۸)

عالم بے عمل کی توہین

سوال:- کیا عالم بے علم کی توہین بھی کفر ہے؟

جواب:- بسببِ علم دین عالم بے عمل کی بھی توہین کفر ہے۔ عالم بے عمل بھی علم دین کی وجہ سے جاہل عبادت گزار سے بدر جہا افضل و بہتر ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اور قرآن شریف انھیں (یعنی علمائے حق کو) مطلقاً وارث بتا رہا ہے۔ حتیٰ کہ ان (اس) کے بے عمل (عالم) کو بھی یعنی جبکہ عقائد حق پر مستقیم (یعنی صحیح العقیدہ سنّی) اور ہدایت کی طرف داعی (بلانے والا) ہو کہ (گمراہ) اور گمراہی کی طرف بلانے والا (مولوی) وارث نبی نہیں نائب ابلیس ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہاں رب عزّوجل نے تمام علماءِ شریعت کو کہاں وارث فرمایا؟ یہاں تک کہ ان کے بے عمل کو بھی! ہاں وہ ہم سے پوچھئے مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ

وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ

ترجمہ کنزالایمان: پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا، یہی بڑا انصاف ہے۔"

مذکورہ بالا آیت کریمہ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱، صفحہ ۵۳۰ پر نقل کرنے کے بعد میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں: دیکھو! بے عمل (علمائے جو) کہ گناہوں سے اپنی جان پر ظلم کر رہے ہیں انھیں بھی کتاب کا وارث بتایا اور نرا (یعنی فقط) وارث ہی نہیں بلکہ اپنے چنے ہوئے بندوں میں گنا۔ احادیث میں آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: "ہم میں کا جو سبقت (برتری) لے گیا وہ تو سبقت لے ہی گیا اور جو متوسط (یعنی درمیانہ) حال کا ہو اس کی بھی مغفرت ہے۔" (تفسیر درِمنثور، جلد ۷، صفحہ ۲۵)

عالم شریعت اگر اپنے علم پر عامل بھی ہو (جب تو وہ مثل) چاند ہے (جو) کہ آپ (خود بھی) ٹھنڈا اور تمہیں (بھی) روشنی دے ورنہ (عالم بے عمل مثل) شمع ہے کہ خود تو جلے مگر تمھیں نفع دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس شخص کی مثال جو لوگوں کو خیر (یعنی بھلائی) کی تعلیم دیتا اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اس فتیلے (یعنی چراغ کی بتّی) کی طرح ہے کہ لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور خود جلتا ہے۔

(الترغیب والترہیب، جلد ۱، صفحہ ۹۳، حدیث ۲۱۸)

بدمذہب عالم کی توہین

سوال:- توکیا بدمذہب عالم کی بھی توہین کفر ہے؟

جواب:- بدمذہب عالم، عالم دین نہیں صرف عالم دین کی توہین کفر ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۴، صفحہ ۶۱۱ تا ۶۱۲ پر فرماتے ہیں، عالم دین سنّی صحیح العقیدہ داعی الی اللہ (یعنی عزوجل کی طرف بلانے والے) کی توہین کفر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے علماء و مساوات کی توہین کفر ہے۔ (مجمع الانہر، جلد ۱۲، صفحہ ۵۰۹) اسی میں جو کسی عالم کو حقارت سے ''مولویا'' کہے وہ کافر ہے۔ ایضاً

مگر یہ اوپر بتا دیا گیا اور واجب اللحاظ ہے کہ عالم وہی ہے جو سنّی صحیح العقیدہ ہو۔ بدمذہبوں کے علمائ، علماء دین نہیں۔ یوں تو ہندوؤں میں (بھی) پنڈت اور نصاریٰ (کرسچینوں) میں (بھی) پادری ہوتے ہیں اور ابلیس کتنا بڑا عالم لقا تھا جسے معلم الملائکہ (یعنی فرشتوں کا استاذ) کہا جاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَفَرَءَیۡتَ اللّٰہُ .... اللّٰہُ عَلٰی عِلۡمٍ۔

ترجمہ کنزالایمان: اللہ تعالیٰ نے اُسے باوصف علم کے گمراہ کیا۔

(پارہ ۲۵، الجاثیہ، ۲۳)

اُمیوں کی توہین کفر نہیں بلکہ تاحدِ مقدور فرض ہے۔ حدیث شریف میں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا فاجر کے ذکر سے بچتے ہو، اس کو لوگ کب پہچانیں گے۔ فاجر کا ذکر اس چیز کے ساتھ کرو جو اُس میں ہے، تاکہ لوگ اس سے بچیں۔ (السنن الکبری، جلد ۱، صفحہ ۳۵۴، حدیث ۲۰۹۱)

عالم ہی عالم کی توہین کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال:- اگر ایک عالم دوسرے عالم کو برا بھلا کہے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- میرے آقا سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عالم دین کو برا کہنا اگر اس کے عالم دین ہونے کے سبب ہے تو کفر ہے اور عورت نکاح سے باہر ہے، خواہ برا کہنے والا عالم ہو یا جاہل اور عالم سنّی العقیدہ کی توہین جاہل کو جائز نہیں اگرچہ اس (عالم بےعمل) کے عمل کیسے ہی ہوں اور بدمذہب گناہ اگرچہ عالم کہلاتا ہو اُسے برا کہا جائے گا مگر اسی قدر جتنے کا وہ مستحق ہے اور فحش کلمہ (یعنی گندی گالی) سے ہمیشہ اجتناب (بچنا) چاہیے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۱، صفحہ ۲۹۴)

عوام کو علماء سے بدظن کرنا بہت سخت گناہ ہے

سنّی عالم کا سنّی عالم کی مخالفت کرنے کے حوالے سے ممانعت بیان کرتے ہوئے صدر الشریعہ بدر الطریقت حضرت علامہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی انصاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ افسوس کہ اس زمانہ میں جب کہ گمراہی شائع ہو رہی ہے اور بدمذہبی زور پر ہے، زید جو ایک سنّی عالم ہے جیسا کہ سوال میں ظاہر کیا گیا ہے تعجب ہے کہ اس کے رفقاء کا خود علماء اہل سنت کو سبّ وسغیف (یعنی گالی اور بیہودہ) الفاظ سے یاد کر کے علماء کے اعزاز و وقار کو مٹائیں اور زید خاموش رہے بلکہ اپنے طرزِ عمل سے اس پر رضامندی ظاہر کرے، اگر واقعی وہ سنّی عالم ہے تو اس کا یا اُس کے رفقاء کا یہ فعل بنا بر حسد ہوگا۔ عوام کو علماء سے بدظن کرنا بہت سخت گناہ ہے کہ جب بدظن ہوں گے (تو) ان (یعنی علمائ) سے بزار ہوں گے اور ہلاکت میں پڑیں گے۔ بالجملہ زید کا یہ طرزِ عمل بالکل جائز نہیں جب علماء اہل سنت کا وقار جاتا رہے گا اور اُن سے بدظنی پیدا ہوگی تو خود زید جس کو سنّی عالم بتایا جاتا ہے، وہ خود بھی اس سے کب محفوظ

رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ امجدیہ، جلد ۴، صفحہ ۵۱۵)

کاش میں درخت ہوتا

قارئین کرام! عالم دین کی شانِ عظمت نشاں میں بے ادبی سے بچنا بہت ضروری ہے۔ خدانخواستہ کوئی ایسی بھول ہوگئی جس کے سبب ایمان سے ہاتھ دھونا پڑ گیا تو خدا کی قسم بہت رسوائی ہوگی کہ بروزِ قیامت کافروں کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں جھونک دیا جائے گا، انھیں ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں رہنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں زبان کی لغزشوں سے بچائے اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین! ہمارے صحابہ کرام علیہم الرضوان قبر و آخرت کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے ہیں۔ غلبۂ خوف کے وقت ان حضرات کی زبان سے بسا اوقات اس طرح کے کلمات ادا ہوتے ہیں کاش! ہمیں دنیا میں بطورِ انسان نہ بھیجا جاتا کہ انسان بن کر دنیا میں آنے کے باعث اب خاتمہ بالایمان، قبر و قیامت کے امتحان وغیرہ کے کٹھن مراحل درپیش ہیں، ایک بار حضرت سیدنا ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے خوفِ خدا میں ڈوب کر فرمایا: اگر تم وہ جان لو جو موت کے بعد ہونا ہے تو تم پسندیدہ کھانا پینے چھوڑ دو، سایہ دار گھروں میں نہ رہو بلکہ ویرانوں کی طرف رُخ کر جاؤ اور تمام عمر آہ و زاری میں بسر کر دو، اس کے بعد فرمانے لگے کہ کاش میں درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا۔ (الزہد للامام احمد بن حنبل، صفحہ ۱۶۲، الرقم ۷۴)

اے کاش مجھے ذبح کر دیا جاتا

حضرت ابن عساکر نے تاریخ دمشق جلد ۴۷، صفحہ ۱۹۳ پر حضرت سیدا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے یہ کلمات نقل کئے ہیں، کاش! میں دنبہ ہوتا! مجھے کسی مہمان کے لئے ذبح کر دیا جاتا، مجھے کھاتے اور کھلاتے۔

میں بجائے انساں کے کوئی پواد ہوتا یا
نخل بن طیبہ کے باغ میں کھڑا ہوتا

جاں کنی کی تکلیفیں ذبح سے ہیں بڑھ کر کاش
مرغ بن کر طیبہ میں ذبح ہو گیا ہوتا

مرغزار طیبہ کا کوئی ہوتا پروانہ
گر شمع پھر پھر کر کاش جل گیا ہوتا

کاش! خر یا خچر یا گھوڑا بن کر آتا میں
مصطفی نے کھونٹے سے باندھ کر رکھا ہوتا

جاہل کو عالم سے بہتر جاننا کیسا ہے؟

سوال:- کچھ لوگ جاہل کو عالم سے بہتر سمجھتے ہیں کیسا ہے؟

جواب:- اگر علم دین سے نفرت کے سبب جاہل کو عالم سے بہتر سمجھتے ہیں تو یہ کفر ہے، فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس طرح کہنا ''علم سے جہالت بہتر ہے یا عالم سے جاہل اچھا ہوتا ہے'' کفر ہے۔ (مجمع الانہر الانہم، جلد ۲، صفحہ ۵۱۱) جب کہ علم دین کی توہین مقصود ہو۔

مولوی کیا جانتے ہیں؟

سوال:- ایک شخص نے کسی بات پر دینی طالب علم کو یا عالم دین کو بنظرِ حقارت کے ساتھ کہا، مولوی لوگ کیا جانتے ہیں، اس کا اس طرح کہنا کیسا ہے؟

جواب:- کفر ہے، میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مولوی

لوگ کیا جانتے ہیں؟ کہنا کفر ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۴، صفحہ ۲۴۴)

جب کہ علماء کی تحقیر مقصود ہو۔

دین پر عمل کو مولویوں نے مشکل بنا دیا ہے۔ کہنا کیسا ہے؟

سوال:- یہ کہنا کیسا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے دین کو آسان اُتارا تھا مگر مولویوں نے مشکل بنا دیا ہے؟

جواب:- یہ علماء کی توہین کی وجہ سے کلمہ کفر ہے کیوں کہ فقہائے کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں "اَلْاِسْتِخْفَافُ بِالاشراف والعلماء کفر" یعنی اشراف (سادات کرام) اور علماء کی تحقیر انھیں گھٹیا جاننا کفر ہے۔

(مجمع الانہر، جلد ۲، صفحہ ۵۰۹)

سنّی علماء کے بیان کی تحقیر

سوال:- قرآن وحدیث کی روشنی میں کئے جانے والے بدمذہبوں کے ردّ پر مشتمل علماء اہل سنت کے بیان کو بطورِ تحقیر "بڑ ہوڑی" کہنا کیسا ہے؟

جواب:- کفر ہے، ہاں اگر صرف اندازِ بیان کو نامناسب کہنا مقصود ہو تو کفر نہیں۔

مولویوں والا انداز

سوال:- سنی عالم دین کی طرز پر قرآن وسنت کے مطابق کئے جانے والے کسی مبلّغ کے بیان کو حقارتاً مولویوں والا اندازہ کہنا کیسا ہے؟

جواب:- کفر ہے کیوں کہ اس میں علماء حق کی توہین ہے۔

عالم سارے ظالم کہنے کا شرعی حکم

سوال:- عالم سارے ظالم ہیں، یہ مقولہ کیسا ہے؟

جواب:- مطلقاً علماء حقہ کے بارے میں ایسا جملہ کہنا کفر ہے۔

عالم دین کو حقارت سے ملّا کہنے کا حکم

سوال:- جو علماء دین کو حقارت کی نیت سے ملا ملاّ یا ملاّ لوگ کہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: اگر سبب علم دین علمائے کرام کی تحقیر کی نیت سے کہا تو کلمۂ کفر ہے چنانچہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں کہ "جس نے (توہین کی نیت سے) عالم کو عُوَیْلِم یاعَلَوِی (یعنی مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی اولاد) کو عُلَیِّوِی کہا اس نے کفر کیا۔ (منح الروض، صفحہ ۴۷۲) ..... خواہ عُوَیْلِمْ یا عُلَیِّوِی نہیں بولتے۔ بہرحال عالم دین کی بسبب علم دین توہین کرنا یا علوی صاحبان یا سادات کرام کی شرافت حسب نسب کے سبب کسی قسم کا توہین آمیز لفظ بولنا کفر ہے۔

"مولوی بنوں گے تو بھوکے مروگے" کہنا

سوال:- "دنیوی تعلیم حاصل کروگے تو عیش کروگے، علم دین سیکھ کر مولوی بنوگے تو بھوکے مروگے" یہ کہنا کیسا ہے؟

جواب:- اس جملہ میں علم دین کی توہین کا پہلو نمایاں ہے، اس لئے کفر ہے، قائل پر توبہ وتجدید ایمان لازم ہے اور اگر علم وعلماء کی توہین ہی مقصود تھی تو قطعی کفر ہے، قائل کافر ومرتد ہوگیا اور اُس کا نکاح بھی ٹوٹا اور پچھلے نیک اعمال بھی ضائع ہوئے۔

توہین علماء کے متعلق دس (۱۰) پیرے

(۱) جتنے مولوی ہیں سب بدمعاش ہیں، کہنا کفر ہے، جب کہ بسبب علم دین علمائے کرام کی تحقیر کی نیت سے کیا ہو۔ (ماخوذ از فتاویٰ امجدیہ، جلد ۴، صفحہ ۴۵۴)

(۲) یہ کہنا ''عالم لوگوں نے دیس خراب کر دیا کلمۂ کفر ہے۔

(ماخوذ فتاوی رضویہ، جلد ۱۴، صفحہ ۶۰۵)

(۳) یہ کہنا کفر ہے کہ مولویوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

(۴) جو کہے ''علم دین، کو کیا کروں گا! جیب میں روپے ہونا چاہیے،'' کہنے والے پر حکم کفر ہے۔

(۵) کسی نے عالم سے کہا، ''جا اور علم دین کو کسی برتن میں سنبھال کر رکھ''، یہ کفر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، جلد ۲، صفحہ ۲۷۰-۲۷۱)

(۶) جس نے کہا ''علماء جو بناتے ہیں اسے کون کر سکتا ہے۔'' یہ قول کفر ہے کیوں کہ اس کلام سے لازم آتا ہے کہ شریعت میں ایسے احکام ہیں جو طاقت سے باہر ہیں، یا علماء نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر جھوٹ باندھا ہے۔

(منح الروض، صفحہ ۴۷۰-۴۷۱)

(۷) یہ کہنا ''ثرید کا پیالہ علم دین سے بہتر ہے'' کلمہ کفر ہے۔

(منح الروض، صفحہ ۴۷۲)

(۸) عالم دین سے اس کے علم دین کی وجہ سے بغض رکھنا کفر ہے، یعنی اس وجہ سے کہ وہ سارے عالم دین ہے۔ (ایمان کی حفاظت، صفحہ ۱۰۳)

(۹) جو کہے ''فساد کرنا عالم بننے سے بہتر ہے'' ایسے شخص پر حکم کفر ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری، جلد ۲، صفحہ ۲۷)

(۱۰) یاد رہے! صرف علماء اہل سنت ہی کی تعظیم کی جائے گی رہے بدمذہب علماء تو اُن کے سائے سے بھی بھاگے کہ ان کی تعظیم حرام، ان کا بیان سننا، اُن کی کتب کا مطالعہ کرنا اور اُن کی صحبت اختیار کرنا حرام اور ایمان کے لئے زہر ہلاہل ہے۔ (جملہ سوالات وجواب ماخوذ از کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب)

عقوبتِ علمائے سوء

علماء سوء سے ہماری مراد وہ علماء ہیں جو علم کے حصول سے دنیاوی نعمتوں کے کمانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ دنیاوی قدر ومنزلت چاہتے ہیں اور دنیا والوں کے ہم پلّہ بننا چاہتے ہیں۔

سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سخت ترین عذاب اُس عالم کو ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے علم سے نفع اندوز نہیں ہونے دیا۔

فرمانِ نبوی ہے کہ آدمی اُس وقت تک عالم نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے علم کے مطابق عمل نہ کرے۔ فرمانِ نبوی ہے علم کی دو قسمیں ہیں، زبانی علم، جو لوگوں پر اللہ کی حجت ہے، قلبی علم اور یہی علم لوگوں کو نفع دینے والا ہے۔ فرمانِ نبوی ہے کہ آخر زمانہ میں جاہل عبادت گزار اور۔۔۔۔۔۔ عالم ہوں گے۔

فرمانِ نبوی ہے کہ علماء پر تفاخر جتانے، بے وقوفوں سے جنگ وجدال کرنے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے علم حاصل نہ کرو جو بھی ایسا کرے گا جہنم میں جائے گا۔

فرمانِ نبوی ہے کہ جو اپنا علم چھپاتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے آگ کی لگام، نیز ارشاد فرمایا میں دجال سے زیادہ اور لوگوں پر تمہارے لئے ڈرتا ہوں۔ پوچھا گیا وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا، گمراہ کن امام۔ مزید یہ فرمان ہوتا ہے کہ جو شخص علم کو بڑھاتا

ہے مگر ہدایت میں نہیں بڑھتا۔ اللہ تعالیٰ سے اُس کی دوری بڑھتی رہتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم جو حیران و پریشان لوگوں کے ساتھ بیٹھنے والے ہو، اندھیری رات میں آنے والوں کے لئے علم وحکمت کے راستے کیسے صاف کرو گے؟

یہ اور اِن جیسی اور بھی بہت سی احادیث ہیں جو علم کے خطرات سے آگاہی بخشتی ہیں کیوں کہ عالم یا تو دائمی ہلاکت پاتا ہے یا پھر دائمی سعادت سے سرفراز ہوتا ہے اور اگر عالم علم کی جستجو میں سلامتی سے محروم ہو جائے تو سعادت کو کبھی بھی نہیں پا سکتا ہے۔

حضرت عمر ؓ نے فرمایا، میں اس امت پر سب سے زیادہ منافق عالم سے خوف زدہ ہوتا ہوں۔

لوگوں نے کہا، منافق عالم کیسا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کی زبان عالم ہوتی ہے مگر اس کا دل اور عمل جاہل ہوتا ہے۔

جنابِ حسن بصری ؓ کا قول ہے کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جو علماء کا علم اور دانشمندوں کی حکیمانہ باتیں جمع کرتا ہے، مگر عمل پر بے وقوفوں جیسے کرتا ہے۔

کسی شخص نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے کہا میں علم سیکھنا چاہتا ہوں اور اِس بات سے ڈرتا ہوں کہیں میں اُسے ضائع نہ کر دوں۔ آپ نے کہا، علم کا چھوڑ دینا ہی بہت بڑا ضیاع ہے۔ جنابِ ابراہیم بن عینیہ ؓ سے کہا گیا، لوگوں میں سے طویل شرمندگی پانے والا شخص کون ہے؟ انھوں نے فرمایا، دنیا میں تو ایسے شخص سے بھلائی کرنے والا جو کفرانِ نعمت کا عادی ہے اور موت کے وقت گنہگار عالم۔

جناب خلیل بن احمد ؓ کا قول ہے کہ چار قسم کے آدمی ہیں ایک وہ جو جانتا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ علم رکھتا ہے، وہ عالم ہے، اس کی اتباع کرو۔ دوسرا وہ جو علم

رکھتا ہے مگر اُسے معلوم نہیں کہ وہ علم رکھتا ہے، وہ سویا ہوا ہے، اسے جگاؤ۔ تیسرا وہ جو نہیں جانتا اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتا وہ راہنمائی چاہنے والا ہے۔ اس کی رہنمائی کرو۔ چوتھا وہ نہیں جانتا اور سمجھتا یہ ہے کہ وہ بہت کچھ جانتا ہے۔ وہ جاہل ہے اس سے دور رہو۔

جناب سفیان ؓ کا قول ہے کہ علم عمل سے بولتا ہے، اگر انسان عمل کرے تو صحیح ورنہ علم کوچ کر جاتا ہے۔ جناب ابن مبارک ؓ کا قول ہے کہ آدمی جب تک علم کی تلاش میں رہتا ہے وہ عالم ہوتا ہے اور جونہی وہ خود کو عالم سمجھنے لگتا ہے، جہالت کی تاریکیوں میں چلا جاتا ہے۔ جناب فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ مجھے تین شخصوں پر بہت رحم آتا ہے، قوم کا سردار جو ذلیل ہو جائے۔ قوم کا غنی کو محتاج ہو جائے اور وہ عالم جسے دنیاداری سے فرصت نہیں ہوتی۔

جناب حسن ؓ کا قول ہے علماء کا عذاب دل کی موت ہے اور دل کی موت اُجرت کے بدلے دنیا کا حصول ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

عَجِبْتُ لِمُبْتَاعِ الضَّلَالَاتِ
بِالْهُدٰی
وَمَنْ یَشْتَرِیْ دُنْیَاهُ بِالدِّیْنِ
اَعْجَبُ
اَعْجَبُ مِنْ هٰذَیْنِ مَنْ بَاعَ دِیْنَهٗ
بِدُنْیَا سِوَاهُ فَهُوَ مِنْ دِیْنٍ اَعْجَبُ

(۱) مجھے ہدایت کے بدلے ضلالت خریدنے والے پر تعجب ہے اور جو دین کے بدلے دنیا خریدتا ہے، وہ اس سے زیادہ تعجب خیز بات کرتا ہے۔

(۲) اور اُن سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ انسان غلط دین کے بدلے میں اپنا

صحیح دین بیچ دیتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، باب ۸۴،ص ۵۷۴-۵۷۶)

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ سب لوگوں سے افضل وہ مومن ہے کہ جب اس کی طرف رجوع کیا جائے تو وہ نفع دے اور جب اس سے بے نیازی برتی جائے تو وہ بھی بے نیاز ہو جائے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ مرتبہ نبوت سے سب سے زیادہ قریب عالم اور مجاہد ہیں۔ علماء اس لئے کہ انھوں نے رسولوں کے پیغامات لوگوں تک پہنچائے اور مجاہد اس سے کہ انھوں نے انبیاء کرام کے احکامات کو بزورِ شمشیر پورا کیا اور ان کے احکامات کی پیروی کی۔ مزید ارشاد ہے کہ پورے قبیلہ کی موت ایک عالم کی موت سے آسان ہے اور فرمایا کہ قیامت کے دن علماء کی سیاہی کی روایتیں، شہداء کے خون کے برابر تولی جائیں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ عالم علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا، یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ مزید فرمایا ہے کہ میری اُمت کی ہلاکت دو چیزوں میں ہے، علم کا چھوڑ دینا اور مال کا جمع کرنا، ایک اور ارشاد ہے کہ عالم بن یا متعلم۔ یا علمی گفتگو سننے والا یا علم سے محبت کرنے والا بن اور پانچواں یعنی علم سے بغض رکھنے والا نہ بن کہ ہلاک ہو جائے گا۔

اور فرمایا کہ تکبر علم کے لئے بہت بڑی مصیبت ہے۔ حکماء کا قول ہے کہ سرداری کے حصول کے لئے علم حاصل کرتا ہے، وہ توفیق اور رعیت داری کے اوصاف کھو دیتا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ۔

ترجمہ: ''البتہ میں اپنی نشانیوں سے ایسے لوگوں کو پھیر دوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں۔''

حضرت شافعی ؓ کا قول ہے کہ جس نے قرآن کا علم سیکھا اور اس کی قیمت بڑھ گئی، جس نے علم فقہ سیکھا اُس کی قدر بڑھ گئی، جس نے حدیث سیکھی اُس کی دلیل قوی ہوئی، جس نے حساب سیکھا اس کی عقل پختہ ہوئی، جس نے نادر باتیں لکھیں اس کی طبیعت نرم ہوئی اور جس شخص نے اپنی عزت نہیں کی اسے علم سے کوئی فائدہ نہیں رہا۔ حضرت حسن بن علی ؓ کا ارشاد ہے کہ جو شخص علماء کی محفل میں اکثر حاضر ہوتا ہے اس کی زبان کی رکاوٹ دور ہوتی ہے، ذہن کی اُلجھنیں کھل جاتی ہیں اور جو کچھ وہ حاصل کرتا ہے اس کے لئے باعث مسرت ہوتا ہے، اس کا علم اس کے لئے ایک ولایت ہے اور فائدہ مند ہوتا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کو ردّ کر دیتا ہے، علم کو اُس سے دور کر دیتا ہے، ایک اور ارشاد ہے کہ جہالت سے بڑھ کر کوئی فقر نہیں ہے۔

(مکاشفۃ القلوب، ۸۴، صفحہ ۵۸۶)

حضرت ابن مبارک ؓ اپنے عطیات صرف علماء کو دیتے

حضرت ابن مبارک ؓ اپنے عطایا کو علماء کے لئے خاص کرتے تھے۔ کسی نے کہا آپ اپنی خیرات وصدقات اگر عام کر دیتے تو بہتر ہوتا۔ انھوں نے فرمایا کہ میں نبوت کے مرتبہ کے بعد علماء کے مرتبہ سے افضل کوئی مرتبہ نہیں جانتا۔ اگر ان میں کسی کا دل اپنی ضرورتوں کی طرف متوجہ ہو جائے تو ان کے علمی مشغلے میں خلل پڑ جاتا ہے۔ پھر وہ تعلیم و تعلّم پر کما حقہ توجہ نہیں دے سکیں گے، لہٰذا ان کے لئے حصولِ علم کی راہوں کو آسان کرنا افضل و اعلیٰ ہے۔ اپنے صدقات میں مصیبت زدہ لوگوں، خصوصاً عزیز و اقارب کو ترجیح دینی چاہیے کیوں کہ یہ صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی ہے اور صلہ رحمی کا اجر بے انتہا ہے جیسا کہ صلہ رحمی کے باب میں اس کے

فضائل مذکور ہیں۔

یہ بھی ضروری ہے کہ انسان خفیہ طریقے پر صدقات دے تا کہ ریا کی نحوست سے پاک رہے اور لوگوں کے سامنے لینے والا رسوائی سے بچے۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ خفیہ صدقات اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھا دیتا ہے اور اس حدیث شریف میں جس میں ان سات آدمیوں کا ذکر ہے جنھیں اللہ تعالیٰ عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ جب کہ عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا یہ بھی ارشاد ہے کہ وہ آدمی جس نے خفیہ صدقہ دیا یہاں تک کہ اس کا بایاں ہاتھ یہ نہیں جانتا کہ دائیں نے کیا دیا۔

ہاں اگر صدقہ کے اظہار میں یہ فائدہ ہے کہ اور لوگ بھی صدقہ دیں گے تو اس کے اظہار میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ ریا اور احسان جتانے کا اس میں دخل نہ ہو جیسا کہ

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاُوْلٰى

ترجمہ: ''اپنے صدقات کو احسان و ریا سے باطل نہ کرو، صدقہ دے کر احسان جتانا بہت بڑی مصیبت ہے، اس لئے صدقہ کے خفیہ رکھنے کو ترجیح دی گئی ہے، اور اپنی نیکی کو بھول جانے کو کہا گیا جیسا کہ اُس شخص کے شکر اور نیک جذبات کے اظہار کو ضروری قرار دیا گیا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ مَنْ لَّا يَشْكُرُ النَّاسَ۔

ترجمہ: ''جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتا۔'' (ایضاً)

حصولِ علم سے مراد

حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ اپنی کتاب سنہری عبادت ترجمہ کیمیائے سعادت

صفحہ نمبر ۱۲۶ پر فرماتے ہیں کہ واضح رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا کہ **طلب العلم فریضة علی کل مسلم** ۔ علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے۔ علماء کرام اس سلسلہ میں اختلاف رائے رکھتے ہیں کہ اس سے مراد کون سا علم ہے؟ متکلمین کہتے ہیں کہ اس سے علم کلام مراد ہے، اس لئے کہ معرفت خداوندی اسی سے وابستہ ہے۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ علم فقہ ہے اس لئے کہ حلال و حرام کی تمیز اسی سے ممکن ہے۔ محدثین کرام فرماتے ہیں یہ قرآن وسنت کا علم ہے کیوں کہ شریعت کی بنیاد ان ہی پر ہے اور صالحین کا خیال ہے یہ علم احوالِ دل ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا راستہ بندے کا دل ہی قرار دیا گیا ہے۔ ان جماعتوں میں سے ہر ایک اپنے اپنے علم کو ہی قابل تعظیم گردانتی ہے۔

لیکن ہمارے نزدیک حصولِ علم کا تعلق کسی خاص علم سے نہیں ہے اور یہ بھی نہیں کہ ہر علم کا طلب کرنا ہر ایک شخص پر واجب ہے لیکن اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ جس سے مختلف اشکال پیدا ہوجاتے ہیں، لہٰذا یوں سمجھئے کہ کوئی شخص صبح کو مسلمان ہوتا ہے یا کوئی بچہ صبح کے وقت بالغ ہوجاتا ہے تو کیا اُسی وقت جب وہ مسلمان ہوا یا بچہ بالغ ہوا۔ اس پر ان تمام علوم کا حاصل کرنا فرض ہوجاتا ہے؟ نہیں بلکہ اُس وقت تو اس پر صرف جو کچھ فرض ہوتا ہے وہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا پڑھنا اور اُس کے معانی و مطالب کو سمجھنا اور وہ یہ وہی بات ہے جو ہم نے عقائد اہل سنت کی بحث میں پہلے ذکر کر دیا ہے۔ بس کلمہ کے معانی اسی طرح سمجھے جیسے ذکر کئے گئے نہ یہ کہ وہ دلائل و براہین کے ساتھ معانی جاننے لگے۔ کیوں کہ اس وقت وہ اس پر واجب نہیں البتہ واجب ہے تو صرف یہ کہ اِعْتِقَادًا اسے قبول کرے اور اس پر یقین رکھے اور اُن تمام علوم کی تفصیل و تشریح بھی فرض نہیں۔ ہاں! تمام صفاتِ خداوندی، صفاتِ نبوی، صفاتِ آخرت، بہشت و دوزخ اور حشر و نشر پر کامل

یقین رکھے اور جان لے کہ اس کا ایک خدا ہے جو ان صفات کا مالک ہے، جس کی طرف سے اپنے پیغام کے معانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے بیان ہوئے کہ اگر ان کے فرمابردار ہوئے تو بعد از موت سعادت نصیب ہوگی اور اگر گناہوں کے مرتکب ہوئے تو ذلت وخواری اور بدبختی مقدر ہوگی، جب تم اس بات کو سمجھ لوگے تو اس کے بعد دو قسموں کے علم کا حصول اپنے لئے واجب سمجھو، اِن میں سے ایک کا تعلق دل سے جب کہ دوسرے کا اعمالِ جوارح سے اور وہ علم جو اعمال جوارح سے تعلق رکھتا ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں، ایک کردنی اور ایک ناکردنی، مثلاً علم کردنی کچھ اس طرح سے ہے کہ اگر کوئی بوقت صبح مسلمان ہوا اور نمازِ ظہر کا وقت آجائے تو اس پر طہارت سیکھنا اور نماز سیکھ کر ادا کرنا واجب ہے، اتنی ہی مقدار میں جتنا کہ فی الوقت فرض ہے اور دونوں علموں میں جو سنت ہے اس کا علم طلب کرنا بھی سنت ہی ہوگا فرض نہیں۔

مثال کے طور پر اس طرح نمازِ مغرب کا وقت آجاتا ہے تو اُسے صرف اتنا ہی سمجھنا واجب ہے کہ نماز مغرب کے فرض تین رکعت ہیں، اس سے مزید کا جاننا اس پر فرض نہیں، اور ماہِ صیام کی آمد پر روزہ اور ماہِ رمضان کا علم سیکھنا اس پر واجب ہوجاتا ہے، صرف اسی قدر کہ نیت فرض ہے۔ صبح سے غروب آفتاب تک کھانا پینا اور مباشرت کرنا حرام ہے، اسی وقت اگر اس کے پاس سونے، کے بیس دینار ہوں تو زکوٰۃ کا علم حاصل کرنا اُسی وقت واجب نہیں ہوجاتا بلکہ اس مال پر ایک سال کامل گزرے اور اس وقت بھی صرف اسے جاننا یہی واجب ہوگا کہ اس مال کی زکوٰۃ کتنی ہے؟ اور کیسے ہیں؟ اور اس کی شرائط کیا ہیں؟

اور علم حج کا طلب کرنا بھی اس وقت تک فرض نہیں جب تک حج نہ کرے یعنی جب حج کرنا ہو تو اس کا علم حاصل کرلینا چاہیے کیوں کہ حج کا وقت تو تمام زندگی کے

لئے ہے، لہٰذا اسی طرح ہر ایک چیز کا علم اس وقت واجب ہوتا جائے گا جیسے جیسے وہ پیش آتی جائے گی، مثلاً نکاح کا وقت آئے تو اس کا علم بھی واجب ہوگا یعنی یہ سمجھے کہ خاوند پر بیوی کے کیا حقوق ہیں۔ نیز یہ سمجھے کہ حالت حیض میں بیوی سے صحبت کرنا جائز نہیں ہے اور انقطاعِ حیض پر بھی نہیں جب تک وہ طہارت نہ کرلے یوں ہی جو باتیں اس سے متعلق ہیں ان کا علم حاصل کرنا اس پر واجب ہے۔

مثلاً اگر وہ کسی پیشے سے تعلق رکھتا ہے تو اس پیشے کا علم حاصل کرنا اس پر واجب ہے۔ اگر سوداگر ہے تو نفع نقصان کے ساتھ ساتھ سود کے مسائل سے بھی آگاہ ہو بلکہ واجب ہے کہ بیع وشراء کی تمام شرائط کا بھی اسے علم ہو تاکہ بیع باطل سے محفوظ رہے اور یہی سبب تھا کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بازار میں جاتے اور تاجروں کو سختی کے ساتھ تجارت کے اسلامی قواعد وضوابط سیکھنے کا حکم فرماتے (اور اسی بناء پر یہ حکم شرع ہے کہ) کوئی بھی تاجر خرید وفروخت کے مسائل سے لاعلم نہ ہو ورنہ وہ سود اور ناجائز منافع کے باعث حرام خوری کا مرتکب ہوتا رہے گا۔ حتیٰ کہ اسے خبر تک نہ ہوگی یوں ہی ہر ایک پیشے کے لئے علم ہے۔ مثلاً جراح کو اچھی طرح معلوم ہونا چاہیے کہ انسان کے جسم سے کون سی چیز کاٹنے کے قابل ہے کون سے دانت اُکھاڑے جاسکتے ہیں، اور آپریشن میں کون سی دوائیں کتنی مقدار میں دینی مناسب ہیں۔ لہٰذا تمام علوم کا حاصل کرنا ہر ایک مسلمان کے لئے فرض نہیں یعنی بزاز پر لازم نہیں کہ وہ آپریشن کا طریقہ سیکھے اور جراح پر واجب نہیں کہ وہ بزازی کا علم طلب کرے۔ کرنے والے کاموں کے متعلق جو بھی علم ہے اسے علم کردنی کہتے ہیں، جیسے چند مثالوں سے مذکور ہوا۔

اور جو کام کرنے کے نہیں ہیں، ان کا علم، جاننا بھی واجب ہے لیکن ہر ایک کے احوال کے مطابق مثلاً اگر کوئی شخص اس کا اہل نہیں کہ وہ عمدہ، اعلیٰ لباس زیب تن

کرے یا ایسی جگہ مقیم ہو جہاں شراب پی جاتی ہے یا خنزیر کا گوشت کھایا جاتا ہے یا کسی ایسی جگہ رہتا ہے جہاں عذاب نازل ہوا تھا یا ناجائز طریقہ سے کمایا ہوا مال اپنے پاس رکھتا ہے تو علماء کرام پر لازم ہو جاتا ہے کہ اسے اُن اُمور سے آگاہ کریں اور علم سکھائیں اور اس پر واضح کریں کہ ان میں کون کون سی چیزیں ناجائز اور حرام ہیں تاکہ وہ ان سے اعتراض کرے اور اُن کے استعمال سے بچنے کی کوشش کرے۔

یوں ہی اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ رہتا ہے جہاں عورتوں کا اختلاط اور میل جول ہو تو اُس پر فرض ہے، وہ محرم غیر محرم کا فرق معلوم کرے اور علم سیکھے کہ کسے دیکھنا جائز اور ناجائز ہے اور یہ باتیں بھی ہر شخص کی اپنی اپنی کیفیت کے لائق عمل ہوں گے، اس لئے کہ جو آدمی ان اُمورِ مذکورہ کے علاوہ کسی دوسرے کام سے تعلق رکھتا ہو، اس پر ان باتوں کا علم سیکھنا واجب نہیں مثلاً عورتوں پر فرض نہیں کہ وہ حیض کی حالت میں طلاق دینے کے بارے میں علم حاصل کرے کہ ایسی صورت میں طلاق دینا جائز ہے یا ناجائز بلکہ یہ علم سیکھنا آدمی کا کام ہے جو طلاق دینے کا اہل ہے۔

علم دین سے برتر کوئی کام نہیں؟

حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہاں تک کہ جب معلوم ہو گیا کہ آدمی دائمی خطرات میں گھرا ہوا ہے اور کسی بھی وقت وہ خطرے سے دوچار ہو سکتا ہے تو اس سے ہی معلوم ہو جانا چاہیے کہ کوئی بھی کام جس میں آدمی مشغول رہتا ہو علم کے حصول سے افضل و بزرگ تر نہیں ہے اور انسان جس پیشے سے وابستہ ہو وہ طلبِ دنیا ہی کے لئے ہوتا ہے۔

اور علم، دنیا کے اکثر و بیشتر پیشوں سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ طالب علم چار حالتوں سے خالی نہیں ہوتا یا تو مال وراثت پانے یا کسی اور وجہ سے دنیوی مال و

دولت سے بے نیاز ہو گا تو بھی علم اس کے مال کا محافظ ثابت ہو گا۔ دنیا و آخرت میں اس کی عزت و سعادت کا ذریعہ بنے گا، ایک تو یہ حالت ممکن ہے اور دوسری حالت یہ ہو سکتی ہے کہ کسی شخص کے پاس مال و دولت کا تو ذخیرہ نہیں لیکن اس میں صبر و قناعت کی دولت پائی جاتی ہے، یعنی جو کچھ اس کے پاس ہے، اسی پر کفایت کرتا ہے اور اپنے اسلام میں فقر و درویشی کی قدر و منزلت پہچانتا ہے اور جانتا ہے کہ مساکین مسلمان، امراء سے پانچ سو سال قبل جنت میں جائیں گے۔ ایسا علم ایسے شخص کے لئے دنیوی آسائش و سکون اور اُخروی سعادت کا سبب ہو گا۔

تیسرا وہ شخص ہے جو حصولِ علم میں مصروف ہے اور اس کے طعام و قیام کی صورت بیت المال یا دیگر مسلمانوں کی کفالت سے وابستہ ہے، وہ اس پر کفایت کرتا ہے تو درست ہے اور پھر اس کے لئے زیادہ کی طلب، طلب حرام ٹھہرے گی یا پھر حصولِ علم کے لئے اسے ظالم بادشاہ سے مالی امداد کی ضرورت پڑ چکی ہو اور اس سے مانگے بغیر کوئی چارہ کار نہیں تو اسے طلب حرام اور ظالم سے مانگنے کی برائی سے رکاوٹ کا باعث ثابت ہو گا۔ لہٰذا اس قسم کے اشخاص کے لئے علم کا طلب کرنا دنیوی امور سے بہتر ہے۔

چوتھا وہ شخص ہے جو خود کفیل نہیں اور طلب علم سے اس کا مقصد محض دنیا جمع کرنا اور حالات ایسے ہیں کہ اسے اپنی ضرورت سوائے حاکم وقت کے پوری ہوتی نظر نہ آتی ہو، کسی اور سے کچھ ملنے کی بالکل توقع نہیں ہو، جب کہ وقت کا حکمران ظالم و جابر اور حرام خور ہو۔ نیز اچھے لوگوں سے اُسے کچھ حاصل ہونے کی بھی اُمید نہیں تو ہر ایسے شخص کے لئے جو حصولِ علم کو محض جاہ و مال کا سبب ٹھہراتا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ ایسا علم حاصل کرنے کے بعد جو فرض عین ہے کسی اچھے سے کسب کی طرف مبذول کرے ورنہ وہ شیطان بشکل انسان ہو گا اور اس کے باعث اکثر تباہ و برباد

ہوں گے کیوں کہ جب ایسے عالم کو حرام کاری میں مشغول دیکھیں گے اور حرام مال کے حصول کے لئے ہر طرح مکاری وعیاری، حیلے بہانے سے کام نکلتا ہے تو عام لوگ بھی طلب دنیا میں اس کی تقلید کریں گے اور یہ بدیہی امر ہے کہ اس کی وجہ سے مخلوق اصلاح احوال کی بجائے فتنہ وفساد میں مبتلا ہوگی۔ پس اہل علم و دانش نہ ہی ہوتو اچھا ہے۔ بریں علم وحکمت بباید گریست۔

اور ہر انسان کے لئے یہی بہتر ہے کہ دولت، دنیا، دنیوی کاروبار میں ہی تلاش کرے نہ کہ دین کے پردے میں۔ اگر کوئی کہے کہ علم دنیوی کاروبار سے مانع ہے جیسے کہ ایک طائفہ کہتا ہے **تعلمنا العلم لغیر اللہ فابی العلم ان یکون الا اللہ۔** ہم نے رضائے خدا کے لئے علم حاصل نہیں کیا تھا لیکن علم نے از خود ہی ہمیں راہِ خدا دکھا دی اس کا آسان سا یہی جواب ہے۔ وہ علم جس نے راہِ خدا کی طرف رہنمائی کی وہ قرآن وسنت راہِ آخرت کے اسرار ورموز اور حقائق شریعت کا علم ہے۔ اس صورت میں ان کے باطن کا بغور جائزہ لینا چاہیے کہ کیا وہ ہوا و ہوس، حرص وآز کو برا جانتے ہیں؟

اولیاء کرام کو دیکھئے وہ دنیا سے کیسے دور رہتے ہیں اور ان کی یہی خواہش رہتی کہ صالحین کی پیروی کی جائے گویا کہ اس سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ جب علم ایسا تھا اور زمانہ بھی اچھا تھا تو لوگ اس چیز کے امیدوار ہوا کرتے تھے کہ حصولِ علم کے بعد وہ خود اس علم کے رنگ میں ایسے رنگے جائیں کہ دنیوی اُمور کا رنگ ان کے علم پر نہ چڑھ سکے اور ان کی نگاہ میں دنیاوی مال ودولت اور جاہ وحشمت کی کوئی قدر وقیمت نہ رہے۔ (کیمیائے سعادت، صفحہ ۱۳)

فضول علم کا حصول کیسا ہے؟

بہرحال جو اس زمانے میں علم پڑھے اور پڑھائے جارہے ہیں ذرا اُن کی طرف دیکھئے کیا ہیں؟ مذہب کے مطابق خلاف باتیں، دین کے منافی تحریریں، اصلاح احوال کے برعکس قصے اور کہانیاں اور ناقابلِ بیان فضولیات سے بھری ہوئی کتابوں کے انبار وغیرہ اور مسلمان معلّمانِ وقت جو فی زمانہ پائے جاتے ہیں انہوں نے تمام تر علوم کو صرف اسی لئے حاصل کیا ہے کہ اہل دنیا کو ان علوم کے جالوں میں پھانسا جائے (یہ ریسرچ اسکالر، لیکچرر، پروفیسر حضرات اس قابل ہی نہیں کہ ان سے میل جول رکھا جائے) اِلّا ماشاء اللہ۔ ان لوگوں سے علم حاصل کرنا لوگوں کو دنیوی لالچ سے باز رکھ سکتا ہے۔ **دیس الخبر کالمعاینۃ شنیدید** کے قطعاً برابر نہیں۔

تاہم غور فرمائیے! اس معلّمین کے گروہ میں سے اکثر وبیشتر علمائے مِلّت وآخرت بھی ہیں جب لوگ علماء سوء کو ایسی حالت میں دیکھیں گے تو کیا وہ فائدہ اُٹھائیں گے؟ ہاں! اگر کوئی صاحب تقویٰ عالم جو زہد وعبادت کے زیور سے آراستہ و پیراستہ اور علماء سلف کا نمونہ ہو اور ایسے علوم کے حصول میں مشغول رہے اور تکبر وغرور سے نفرت کرتا ہو اور لوگوں کو ان بری عادتوں سے پرہیز کا درس دیتا ہو تو ایسے صاحب علم سے پڑھنا تو کیا اس کی زیارت کرنا، اس کی خدمت میں بیٹھنا، لوگوں کے لئے بلاشبہ سود مند ہے اور جو بھی شخص ایسا علم حاصل کرتا ہے جو نفع بخش ہو تو دنیا کے باقی تمام کاموں سے اچھا یہی ہے کہ ایسے علم کو ضرور حاصل کیا جائے اور نفع بخش وہی علم ہے جو دنیا سے حقارت کا سبق دے اور آخرت کے خطرات سے بچانے کی تدابیر سے آگاہ کرے اور ان لوگوں کی جہالت وحماقت کو۔۔۔۔۔۔ کر دے جو دنیوی خواہشات میں پھنسے ہوئے ہیں کہ آخرت کی خبر تک نہیں۔

اور یہی وہ پاکیزہ علم ہے جو انسان کو تکبر وغرور اور ریاکاری کی آفت حسد وبغض کی مصیبت، حرص وہوس کی بلاؤ سے خبردار کرتا ہے اور ان کی شناخت کراتے ہوئے

ان سے بچاؤ کی صورتوں سے آگاہ کرتا ہے۔

نیز اسی طرح حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ علم جس کا اوپر ذکر ہوا اس شخص کے لئے ایسے ہی مفید تر ہے جیسے پیاسے کے لئے پانی یا بیمار کے لئے شفاء بخش دوا لیکن ایسا شخص جو حرص کا غلام ہے وہ علم فقہ کلام اور ادب کے حصول میں مشغول ہو بھی جائے، تو اس کی مثال اس بیمار کی سی ہے جو ایسی چیز کھالے جو اس کے لئے بیماری میں اضافہ کا باعث ہو، اس لئے کہ یہ علوم تو حسد، ریا، فخر و مباہات، رعونت، تکبر، کینہ، مکر و فریب، طمع، ہوس، جاہ و منزلت کا بیج دلوں کے اندر بو ڈالتے ہیں جیسے جیسے ان علوم میں ماہر ہوتا جائے ویسے ویسے اس کے دل میں یہ عادت قبیحہ جڑیں پکڑتی جائیں گی اور پھر اس کا تعلق، میل و ملاپ، نشست و برخاست، محبت و رفاقت بھی ایسے ہی لوگوں سے ہو جائے جو خود ایسے کردار کے حامل ہیں اور ایسی ہی قبیح خصلتوں اور عادتوں کو اپنا چکے ہیں تو اگر بالفرض کسی وقت انہیں ان رذائل سے توبہ کرنے کی اپیل کی جائے تو یہ سعی بے حاصل اور اُن کا توبہ کرنا دشوار گزار مرحلہ ہوگا۔

نعت پاک

انہیں کی ضیاء چاند تاروں میں دیکھو — محمد کو قرآن کے پاروں میں دیکھو

تڑپ ہے یہ ہم خاکساروں میں دیکھو — ہمیں موت آجائے شہر نبی میں

یہ جزبہ تو بس جانساروں میں دیکھو — عدو میں نبی کی محبت ہو کیسے

غلام نبی کو ہزاروں میں دیکھو — تیری عظمتوں کو وہ سمجھے گا کیسے

قمر شق ہوا ہے اشاروں میں دیکھو — بحکم نبی آیا سورج پلٹ کر

شفاعت کا مژدہ لئے اُنکو حسنیؔ

قیامت کے دن بے سہاروں میں دیکھو

نعت شریف

از حضرت علامہ مفتی نور محمد حسنی قادری پورنپور، پیلی بھیت شریف یو پی

جن کے دل میں حضور رہتے ہیں — وہ بلاؤں سے دور رہتے ہیں
ہاں سنورتی ہے آخرت اُن کی — جو گناہوں سے دور رہتے ہیں
پھول چنتے ہیں جو عقیدت کے — اُن کے گھر میں حضور رہتے ہیں
نار دوزخ میں جائیں اک دن — جو شہہ دیں سے دور رہتے ہیں

حسنیؔ آقا کے اک اشارے سے
چاند سورج بھی چور رہتے ہیں

{۲}

مومنوں آج خوشیاں منا لیجئے — اُن کی آمد ہے گھر کو سجا لیجئے
نور احمد کی شمع جلا لیجئے — اپنا سینا مدینہ بنا لیجئے
جب کھلے یہ زباں ذکر ہو آپ کا — ایسی حالت میں در پہ بلا لیجئے
ہے نبی کا کرم آج ہم آپ پر — نام صلے علیٰ گنگنا لیجئے
کاش محشر میں ہم سب بھی پڑھتے رہیں — وہ سلام رضا گنگنا لیجئے

آج حسنیؔ کرم اُن کا ہے جوش پر
فیض اُن کے کرم کا اُٹھا لیجئے

نعت پاک

محمد کو قرآن کے پاروں میں دیکھو — انہیں کی ضیاء چاند تاروں میں دیکھو
ہمیں موت آجائے شہر نبی میں — تڑپ ہے یہ ہم خاکساروں میں دیکھو
عدو میں نبی کی محبت ہو کیسے — یہ جزبہ تو بس جانساروں میں دیکھو
تیری عظمتوں کو وہ سمجھے گا کیسے — غلام نبی کو ہزاروں میں دیکھو
بحکم نبی آیا سورج پلٹ کر — قمر شق ہوا ہے اشاروں میں دیکھو
شفاعت کا مژدہ لئے اُنکو حسنیؔ — قیامت کے دن بے سہاروں میں دیکھو

نعت رسول ﷺ

اپنی آنکھوں میں بسا رکھی ہے صورت ان کی
میری بخشش کا ہے سامان محبت اُن کی
میں نے پھولوں سے جو پوچھا تو وہ ہنس کے بولے
روز و شب ہم تو کیا کرتے ہیں مدحت اُن کی
نار دوزخ سے بچائیں گے شفیعِ محشر
ہم کو لے جائے گی جنت میں شفاعت اُن کی
شاہ کونین کو کہتا ہے تو اپنے جیسا
تجھ کو لے جائے گی دوزخ میں عداوت اُن کی
حشر کی دھوپ کا کیا خوف تجھے ہو حسنی
تجھ کو دامن میں چھپائے گی محبت اُن کی

نعت نبی ﷺ

آنسو جو غم ہجر مدینہ میں بہے گا — پھر اس کا صلہ دیکھنا جنت میں ملے گا

جو مجھ سے گناہ ہونگے تو بخش دے مولیٰ — ہو جس پہ کرم نار میں وہ کیسے جلے گا

اس دور کے فتنوں سے بچائے میرے مولیٰ — یہ بندۂ مجبور تیرا کیسے جئے گا

بس دل میرا سرکار کے جلووں سے ہے روشن — یہ دل کا دیا شورش غم نہ بجھے گا

جو صبح و مسا کرتے ہیں سرکار کی محفل — پھر دیکھنا فردوس میں گھر اُن کا بنے گا

فردوس کا حقدار ہے حسنیؔ وہ یقینا — سرکار کی الفت میں جو سرشار رہے گا

(۲)

ہے قرآن میں تذکرہ خوبصورت
سراپا نبی کی ادا خوبصورت

اشارے پہ چلتے ہیں چاند اور سورج
نبی کا ہے یہ معجزہ خوبصورت

یہ ثابت ہے قرآن کی آیتوں سے
ہے معراج کی رات کیا خوبصورت

نبی کی رضا چاہتا ہے خدا بھی
نبی کی رضا ہے رضا خوبصورت

رہا شیر نے کی حلیمہ کی بکری
دی سرکار نے جب صدا خوبصورت

قیامت میں ہم عاصیوں کو بھی حسنیؔ
شفاعت کا مژدہ ملا خوب صورت

منقبت

در شان امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہم سب کو بالیقیں ہے ضرورت حسین کی
دونوں جہاں میں آج ہے چاہت حسین کی

اللہ کے نبی کے نواسے تھے وہ حسین
ہے دین کی رگوں میں حرارت حسین کی

آنکھیں تلاش کرتی ہیں جلوے حسین کی
ہر دل میں بس گئی ہے محبت حسین کی

سردارِ خلد جس کو کہیں شاہ دو جہاں
اللہ نے وہ بخشی ہے رفعت حسین کی

سر تو کٹایا پر نہ دیا اپنے ہاتھ کو
اُن ظالموں نے دیکھ لی جرأت حسین کی

ہے سرخرو زمانے میں حسنی جو آج تک
اسلام کی بقا ہے بدولت حسین کی

منقبت

درشان مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ

از حضرت علامہ مفتی نور محمد حسنی قادری پورنپور،
پیلی بھیت شریف یوپی

پلا ساقی تو پیمانہ میرے مخدوم اشرف کا
بنا دے مجھ کو مستانہ میرے مخدوم اشرف کا
جو آئے ہیں تیرے در پر میرے اشرف کرم کرنا
بٹے فیض کریمانہ میرے مخدوم اشرف کا
پسارو جھولیاں اپنی در اشرف پہ اے لوگو
بٹے گا اشرفی دانہ میرے مخدوم اشرف کا
جو دیکھے گا میرے اشرف کا روضہ ایک ہی پل میں
وہ ہو جائے گا دیوانہ میرے مخدوم اشرف کا
جلاء مل جائے گی حسنیؔ در اشرف پہ جاؤ تم
ملے گا تم کو نظرانہ میرے مخدوم اشرف کا

رب تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اسے قبول فرمائے، میرے لئے کفّارۂ سیّات اور صدقہ جاریہ بنائے، مسلمانوں کے لئے اسے نافع بنائے جو کوئی شخص بھی اس کتاب سے فائدہ اُٹھائے وہ مجھ بیکس گناہگار کے لئے حسن خاتمہ اور معافی سیّات کی دُعا کرے، اور اُمید ہے کہ اس کا مطالعہ کرنے والے خوش نصیب حضرات ہمارے حق میں دُعائے خیر کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی معرفت وبخشش کے جب طلب گار ہوں گے تو ہمیں بھی ان نعمتوں کے حصول میں شامل فرمائیں گے اور اس میں کہیں بھی کوئی لغزش، غلطی، کوتاہی یا تقصیر دیکھیں یا محسوس کریں تو ضرور آگاہ کریں۔

خادم العلم والعلماء

محمد ساجد حسنی قادری

ناظم اعلیٰ خدیجہ للبنات وصدر شعبۂ دارالافتاء

اشرف نگر، پورنپور، پیلی بھیت۔ موبائل: 9634316786, 8923565192